پہلا حصہ

افکار

امت مسلمہ کے حالات، عصری تقاضے اور دعوت فکر

1- اسلام میں بھائی چارا
2- جہیز کے لالچی لوگ
3- اولاد کی پرورش ایک اہم ذمہ داری
4- دین آسان ہے
5- مسلمانوں میں بزدلی کیوں؟
6- مسلمان ہوکر علم سے دوری
7- مسلم شہزادی اور کالج
8- انٹرنیٹ کا غلط استعمال
9- زنا کی نحوست
10- مسلمان نوجوان اور شراب نوشی

ناشر: تحریک نظام مصطفی

آزادیِ افکار سے ہے ان کی تباہی
رکھتے نہیں جو فکر و تدبر کا سلیقہ

افکار

اسلامی افکار و نظریات پر مبنی ایک فکر انگیز مجموعہ

ناشر

تحریک نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Book name : Afkaar(Magazine)..?

Language : Urdu

Author : Ulma e Ahle Sunnat

Hijri Date : 09 Ramzan ul Mubrak 1441H

English Date : 03 May 2020 (Sunday)

Publisher : Tehreek Nizam e Mustafa (India)

Any Query, contact us : 9675801762 & 9720315389

Read another books, visit : archive.org/@details/@tehreek_nizam_e_mustafa_

Also follow us on : Facebook || Instagram || Youtube

About Us

All Praise is to Allah the Exalted! The revolutionary organization of Ahlus Sunnah wal Jama'ah "Tahreek Nizam e Mustafa" is constantly working for propagating the message of Ahlus Sunnah. And every work which it does is in the light of thoughts and views of Imam Ahmad Raza.
It is an organization comprising of students from schools and colleges as well as seminaries (Madaris). The main aim of our organization is to preserve the beliefs of Ahlus Sunnah and the eradication of various ill practices in the society and regarding the same time and again various articles are published by us and along with it religious gatherings are organized.

It is supplicated to Allah the Exalted that he through the mediation of his Prophet (peace and blessings be upon him) blesses the members of this organization with true love of Islam and keeps them firm on the creed of Ahlus Sunnah wal Jama'ah and gives them success in their goals. Ameen.

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

ابتدائیہ

قوت فکر و عمل پہلے فنا ہوتی ہے

پھر کسی قوم کی شوکت پر زوال آتا ہے

امت مسلمہ کے موجودہ حالات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ حکومت ان کے پاس نہیں، اقتدار انکا ختم ہو چکا لیکن ایک چیز اس امت کے پاس باقی تھی جسے فکر کہتے ہیں جس فکر کو لے کر یہ امت محنت مشقت کر کے اپنے دشمن کو خاک میں ملا سکتی تھی لیکن اب وہ فکر ہی اس قوم کے دلوں سے فنا ہوتی جا رہی ہے اور یہ قوم اغیار کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ چکی ہے سب کچھ ختم ہو چکا ہے پھر بھی ہمارے حالات کیا ہیں؟ وہی گناہوں میں لتھڑے زندگی جی رہے ہیں۔

ارے یہ تو وقت اللہ کی بارگاہ میں رو کر گڑ گڑا کر معافی مانگنے کا تھا کہ ہم اللہ تعالی سے عرض گزار ہوتے کہ یا اللہ ہمیں معاف فرمادے۔ ہمیں درگزر فرمادے۔ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں ہم نے تیرے احکام کی پابندی نہیں کی اس لئے ہم پر یہ مصیبتیں آئی ہوئی ہیں۔

یہ تو وقت اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں رجوع کرنے کا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اللہ سے دعا کرنے کا تھا لیکن ہم غفلت میں مبتلاء ہیں ہم وہی کر رہے ہیں جو ہمارا نفس ہم سے کہہ رہا ہے۔

اس میگزین کو نشر کرنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ امت مسلمہ کی فکر کو نئی تازگی دی جائے اور جو برائیاں اور نفرتیں ہمارے قوم کے درمیان پنپ رہی ہیں اور بزدلی ہمارا اشعار بن چکی ہے ان سب کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ معاشرے کا ہر فرد برائیوں کو مٹانے کے لئے جدوجہد کرے اور اس کو اپنا ایک اہم فریضہ سمجھ کر کام کرے پھر وہ دن دور نہیں جس دن ہم اپنے کھوئے ہوئے دن واپس پالیں گے ضرورت ہے قوم کی فکر و عمل پر کام کرنے کی۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اس میگزین کو پڑھنے تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ اس سے سبق حاصل کر اپنی زندگی میں اسلام کے مطابق عمل کرنے کی ضرورت ہے اس میگزین کو نشر کرنے کا مقصد تبھی حاصل ہو سکتا ہے جب اس کو پڑھنے والے اللہ کی توفیق سے ان تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

محمد حسان رضا راعینی

اسلام میں باھمی حقوق اور بھائی چارہ

از: علامہ حافظ جناب توحید احمد خان رضوی صاحب قبلہ

اسلام نے حقوق العباد کی تعلیم جس انداز سے دی ہے اگر لوگ ان کی اادائیگی میں کوتاہ دستی سے کام نہ لیں بلکہ اس کو پورے طور سے ادا کریں تو پھر آپسی اختلاف وانتشار بالکل ختم ہو جائے اور صالح معاشرہ تشکیل پائے۔

اسلام میں کسی امیر کو کسی غریب پر کسی گورے کو کسی کالے پر کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہاں اگر کسی کو فضیلت حاصل ہے تو وہ تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ (کنزالایمان، پ۔26)

اور فرمان رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہے۔

کہ اے لوگوں خبر دار تمھارا پروردگار ایک ہے۔ خبر دار تمھارا باپ ایک ہے۔ خبر دار کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں علاوہ تقویٰ کے۔ اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ معزز اور محترم وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متّقی ہو۔

انسان پر دو طرح کے حقوق عائد ہوتے ہیں

(۱) حقوق اللہ (۲) حقوق العباد

حقوق اللہ کی پامالی کی صورت میں اللہ تعالیٰ معاف کر سکتا ہے اگر معاف کر دے تو یہ اس کا فضل ہے۔ اور اگر اس پر عذاب و سزا دے تو یہ اس کا عدل ہے، لیکن حقوق العباد کی پامالی کی صورت میں جب تک وہ بندہ جس کا حق تلف کیا ہے معاف نہ کرے اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کریگا۔

اسلام نے حقوق العباد کو جس طرح ادا کرنے کا حکم دیا ہے وہ دیگر ادیان میں مفقود ہے، آیئے نظر ڈالتے ہیں کہ اسلام نے حقوق العباد کو کس طرح ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

والدین کے حقوق:

والدین کے حقوق کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) حیات میں والدین کے حقوق (۲) بعد انتقال والدین کے حقوق

حیات میں والدین کے حقوق: قرآن کریم اور احادیث کریمہ میں والدین کے حقوق کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے چنانچہ ارشاد ربّانی ہے اور تمہارے رب نے حکم فرمایا۔

کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہونچ جائیں تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔

(کنزالایمان،پ۔15)

اور دوسری جگہ ارشاد ربّانی ہے۔

اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔ (کنزالایمان،پ۔5)

ان دونوں آیات میں اللہ تبارک و تعالٰی نے انسان کو اس بات کی تاکید فرمائی ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرے اور حتی الامکان ان کی راحت و آسائش کے لئے کوشاں رہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں، اس نے عرض کیا اس کے بعد آپ نے فرمایا: تیری ماں، اس نے پھر عرض کیا اس کے بعد آپ نے فرمایا: تیری ماں، اس نے پھر عرض کیا اس کے بعد آپ نے فرمایا: تیرا باپ (بخاری)

اس زیادتی کے یہ معنٰی ہیں کہ خدمت کرنے میں ماں کو باپ پر ترجیح دے اور تعظیم باپ کی زائد کرے اسلئے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم ہے۔

مندرجہ بالا حدیث شریف سے سبق حاصل کریں وہ نوجوان جو ماں باپ کو تکلیف دیتے ہیں اور ذرا ذرا سی بات پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، کیا انہوں نے مندرجہ ذیل حدیث پاک نہیں سنی ہے کہ

مسلم شریف کی حدیث ہے حضور ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا:"

اس کی ناک خاک آلود ہو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کس کی؟ سرکار مصطفٰے ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے بوڑھے ماں باپ کو پایا یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنّت حاصل نہ کر سکا۔ (مسلم شریف،ج۔2)

ایک مرتبہ حضور ﷺ سے لوگوں نے عرض کیا: والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ دونوں تیری جنّت اور دوزخ ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

یعنی اگر تو اپنے والدین کی خدمت کریگا تو جنّت میں چلا جائیگا اور اگر تو انکی نافرمانی کریگا تو تجھے دوزخ میں ڈال دیا جائیگا۔ خلاصۂ کلام یہ کہ ان کو آرام پہونچانے اور خوش رکھنے کے لئے حتیّ الامکان کوشش کرتا رہے اپنی قدرت بھر راحت رسائی کی فکر کے ساتھ ان کے لئے دعا بھی کرتا رہے کہ اے میرے پروردگار انکو پوری راحت پہونچانا تو میرے بس کی بات نہیں تو اپنے فضل و کرم سے ان کی تمام مشکلات و تکالیف کو دور فرما۔

بعد انتقال والدین کے حقوق:

(1) سب سے پہلا حق انکے انتقال کے بعد انکے جنازے کی تجہیز و تکفین اور تدفین ہے۔

(2) انکے لئے مغفرت و بخشش کی دعا ہمیشہ کرتے رہنا اس سے کبھی غفلت نہ برتنا۔

(3) ان پر کوئی فرض باقی رہ گیا ہو تو بقدر طاقت اس کی ادا کی کوشش کرنا۔

(4) حسب طاقت صدقہ و خیرات و اعمال صالحہ کا ثواب انھیں پہونچاتے رہنا۔

(5) ان پر کسی کا کوئی قرض ہو تو اس کو جلد ادا کرنے کی کوشش کرنا۔

(6) انھوں نے جو جائز وصیّت کی ہو حتیّ الامکان اس کو نافذ کرنے کی کوشش کرنا۔

(7) ہر جمعہ ان کی قبر کی زیارت کے لئے جانا اور وہاں یٰسین شریف پڑھنا اور اسکا ثواب ان کی روح کو پہونچانا۔

(8) ان کے رشتہ داروں کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کرنا اور انکا اعزاز و اکرام کرنا۔

(9) کبھی کسی کے ماں باپ کو برا کہکر جواب میں انہیں برا نہ کہلوانا۔

(10) کبھی کوئی گناہ کرکے انہیں قبر میں رنج نہ پہونچانا اس کے سب اعمال کی خبر ماں باپ کو پہونچتی ہے نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں۔

اولاد کے حقوق:

والدین پر بچّوں کی پیدائش کے وقت سے حقوق کی ادائیگی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جب بچہ پیدا ہو تو کان میں اذان دی جائے، تحنیک کرے عمدہ نام تجویز کرے، اور جب کچھ بولنے کے لائق ہو جائے تو کلمۂ طیبہ کاورد کرانے کی کوشش کرے اور اگر ہو سکے تو عقیقہ بھی کیا جائے۔

اولاد کی تعلیم و تربیت کے تعلق سے نبی ﷺ نے کثرت سے ترغیب دلائی ہے کیونکہ اس میں بچوں کا روشن مستقبل ہے چنانچہ حضور ﷺ کا ارشاد عالیشان ہے۔

مسلمانوں اپنی اولاد کی تربیت اچھی طرح کیا کرو۔ (طبرانی)

دوسری حدیث پاک میں ہے کہ

باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی طرح تعلیم و تربیت ہے۔ (مشکوٰۃ)

اولاد کی تعلیم و تربیت کے تعلق سے حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ملاحظہ فرمائیں

" زبان کھلتے ہی اللہ اللہ، پھر لا الہ الا اللہ، پھر پورا کلمہ طیبہ سکھائے، جب تمیز آئے ادب سکھائے، کھانے پینے، ہنسنے بولنے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، حیا، لحاظ، بزرگوں کی تعظیم، ماں باپ استاد اور دختر کو شوہر کی بھی اطاعت کے طرق و آداب بتائے، قرآن مجید پڑھائے استاد نیک صالح متّقی صحیح العقیدہ کے سپرد کرے، اور دختر کو نیک پارسا عورت سے پڑوائے، بعد ختم قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے، عقائد اسلام و سنت سکھائے کہ لوح سادہ فطرت اسلامی و قبول حق پر مخلوق ہے اس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہو گا، حضور اقدس ﷺ کی محبت و تعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان و عین ایمان ہے، حضور ﷺ کے آل و اصحاب و اولیاء و علماء کی محبت و عظمت تعلیم کرے کہ اصل سنت و زیور ایمان بلکہ باعث بقائے ایمان ہے، سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید کرے ، علم دین خصوصاً وضو، غسل، نماز، روزہ کے مسائل، توکل و قناعت، زہد و اخلاص، تواضع و امانت، صدق و عدل، حیا، سلامت صدور و لسان و غیرہا خوبیوں کے فضائل، حرص و طمع، حب دنیا و حب جاہ، ریا و عجب، تکبر و خیانت، کذب و ظلم، فحش و غیبت، حسد و کینہ وغیرہا برائیوں کے رذائل پڑھائے، پڑھانے سکھانے میں رفق و نرمی ملحوظ رکھے، موقع پر چشم نمائی تنبیہ و تہدید کرے مگر کوسنا نہ دے کہ کوسنا ان کے لئے سبب اصلاح نہ ہو گا بلکہ اور زیادہ افساد کا اندیشہ ہے، مارے تو منہ پر نہ مارے اکثر اوقات تہدید و تخویف پر قانع رہے، کوڑا قمچی اس کے پیش نظر رکھے کہ دل میں رعب رہے، زمانۂ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دے کہ طبیعت پر نشاط باقی رہے مگر زنہار بری صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یار بد مار بد سے بدتر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نہم مطبوعہ قدیم)

ہمیں چاہیئے کہ مندرجہ بالا ہدایات کے مطابق اپنی اولاد کی پرورش کریں تاکہ ہماری اولاد دونوں جہاں میں کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہو سکے۔

ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے حقوق:

حدیث: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔

(۱) جب اس سے ملے تو سلام کرے۔

(۲) جب وہ بلائے تو حاضر ہو۔

(۳) جب وہ چھینکے تو جواب دے۔

(۴) جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے۔

(۵) جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو۔

(۶) اور جو چیز اپنے لئے پسند کرے وہ اس کے لئے پسند کرے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

کہ کامل مسلمان وہ شخص ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ (بخاری)

دوسری حدیث شریف میں ہے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

کیا تمھیں معلوم ہے مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ پیسے ہوں نہ سامان۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری امّت میں دراصل مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوۃ لیکر آئے اس حال میں کہ اسنے کسی کو گالی دی ہو، کسی پر تہمت لگائی ہو، کسی کا مال کھالیا ہو، کسی کا خون بہایا ہو، اور کسی کو مارا ہو، تو اب اس کو راضی کرنے کے لئے اس شخص کی نیکیاں ان مظلوموں کے درمیان تقسیم کی جائیں گی پس اس کی نیکیاں ختم ہو جانے کے بعد بھی اگر لوگوں کے حقوق اس پر باقی رہ جائیں گے تو اب حقداروں کے گناہ لادد ئے جائیں گے یہاں تک کہ اسے دوزخ مین پھینک دیا جائیگا۔ (مسلم، جلد دوم)

اس حدیث پاک سے عبرت حاصل کریں وہ لوگ جو سرعام دوسرے مسلمان کو گالیاں دیتے ہیں اور انہیں شرم بھی محسوس نہیں ہوتی۔

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ بھی حق ہے کہ اس کی غیبت نہ کرے غیبت کے متعلق قرآن کریم اور احادیث کریمہ میں سخت وعیدیں آئیں ہیں چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارہ نہ ہو گا۔ (کنزالایمان، پ۔26)

خدائے تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین

جہیز کے لالچی لوگ

از: علامہ مولانہ جناب جاوید رضا مرکزی صاحب قبلہ

کہا جاتا ہے جب کسی کام میں لوگ حد سے آگے جاتے ہیں تو وہ چیز حد سے گزرنے والوں کے لئے جان کا وبال بن جاتی ہے۔ مسلمانوں میں جس طرح آج جہیز نے ایک وکرال روپ لے لیا ہے اس سے ہر ایک آشنا ہے آج اگر ہم سماج کو تین حصوں میں کرکے دیکھے ایک جو غریب طبقہ ہے، ایک جو درمیانی طبقہ ہے اور ایک خوب مالدار طبقہ ہے اب ذرا سوچو آج مسلمانوں میں اکثر لوگ بہت مالدار نہیں ہیں زیادہ تر مزدوری یا چھوٹے کاروبار کرنے والے ہیں۔

اب ہم اصل بات پر آتے ہیں جہیز نے اور اس کے لالچیوں نے ہمارا کیا حال کر دیا ہے؟

زیادہ جہیز ملنے کے لالچ میں آج ہم دینداری، پرہیز گاری، پاک دامنی نہیں دیکھتے بلکہ ہم جہیز کو دیکھتے ہیں۔ اس کا اثر سماج پر یہ پڑا کہ ہمارے معاشرے میں دین داری، پرہیز گاری اور پاکدامنی جیسی چیزیں بے معنی ہو کر رہ گئی ہیں اگر ہم لوگ نکاح کرنے میں فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے کہ "دیندار عورت سے نکاہ کرکے کامیابی حاصل کرو" اگر لوگ اس پر عمل شروع کر دیتے تو امید ہے کہ معاشرے میں بہت تیزی کے ساتھ بدلاؤ آجاتے آج جہیز کی بڑھوتری نے لوگوں کی راتوں کی نیند اور دن کا چین برباد کر دیا۔ مگر افسوس لوگ اس مصیبت میں زندگی گزار رہے ہیں مگر اس کو چھوڑنے کو تیار نہیں۔ اس جہیز کے لالچ کا اثر قوم کے بچوں کی تعلیم پر بھی بہت برا پڑ رہا ہے۔ تعلیم پر اثر کس طرح پڑتا ہے اس کو ایک مثال سے سمجھو۔

ایک گھر میں اگر دو یا تین بچیاں ہوں اور ایک دو لڑکے ہوں اور کمائی کے ذرائع بھی محدود ہو تو وہ لڑکے کچھ بڑے ہوں، پھر کیا والد اور لڑکے سب مل کر اور خود لڑکیاں بھی بس ایک ہی چیز کے لیے پیسہ جمع کرتے ہیں اور وہ ہے جہیز اور یہ حال ایک گھر کا نہیں بلکہ گھر گھر کا ہے یہ وہ حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

اے ملت کے جوانوں ذرا سوچو اس ایک فضول خرچی نے ہمارے اکثر نوجوانوں کو مزدوری کی طرف دھکیل دیا ہے۔ اب اس کو درست کرنے کے لیے کون آئے گا؟ جو آپ کو بتائے گا۔

ضرورت ہے آج ایسے مخلص باہمت اور اچھی فکر رکھنے والے نوجوانوں کی جو سامنے آئیں اور خود بغیر جہیز کی شادیوں کا اعلان کریں اور اپنے گھر کی بچیوں کے رشتے بھی بغیر جہیز کے کریں۔

زنا کو فروغ:

انسان کے اندر اللہ تعالی نے یہ خواہش رکھی ہے چاہیں وہ مرد ہو یہ عورتیں اور اس کا ایک وقت آتا ہے اور اس وقت خود کو سنبھال پانا مشکل ہوتا ہے بہت کم ہوتے ہیں جن کے دل خوف خدا سے لرزتے ہیں تو وہ بچ جاتے ہیں مگر کچھ زنا میں یا دیگر حرام کاموں میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اب ذرا سوچو تو مسلمانوں ہمارے اس جہیز کے لالچ نے ہمارے نوجوان طبقہ کو کیسی تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے؟ آئے دن بڑھتے زنا کے کیس ہم کو جگا نہیں رہے ہیں کب جاؤ گے؟ کب سدھرو گے؟ کب اپنے بچوں کو حرام کاموں سے روکنے کی طرف توجہ کرو گے؟

قرضوں کی فراوانی:

اس جہیز نے لوگوں کو کافی حد تک سودی قرضوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ لوگ اپنی شان کو دکھانے کے لئے اپنی بساط سے زیادہ خرچ کرتے ہیں اور ان خرچوں کو پورا کرنے کے لیے جس طرح بھی ہو سکے پیسہ جمع کرتے ہیں اور نوبت سودی قرضوں تک پہنچ جاتی ہے اور پھر کئی سال تک لوگ اس کو بھرتے رہتے ہیں اور ظاہر ہے یہ سودی قرض کہاں سے حاصل کرتے ہیں؟ افسوس آج اس پر لوگ صرف بول رہے ہیں مگر عملی زندگی میں وہ سب چل رہا ہے جس نے زندگیاں تباہ کی ہوئی ہیں۔

جہیز دینے والوں کی تعریف کیوں؟

ہمارے درمیان میں کثیر تعداد ان لوگوں کی ہے جس کا کام صرف بولنا ہے آپ دیکھو اگر کوئی اپنی زمین, مکان بیچ کر اپنی شادی میں کثیر رقم خرچ کر دے تو لوگ اس کی تعریف کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

اس کے برعکس اگر کوئی بالکل کم خرچ پر شادی کرے تو لوگ اس کی مذمت کرتے دکھائی دیتے ہیں مختلف قسم کے طعنوں سے جگہ جگہ ذلیل کیا جاتا ہے آخر ہم اپنے سماج کو کس طرف دھکیل رہے ہیں؟ آخر کب ہم لوگ ان برائیوں کی مذمت کریں گے؟۔

اگر ہم لوگ ہر طرح سے ان لوگوں کی تعریف کریں۔ ان لوگوں کو عزت زیادہ دے جو سنت کے مطابق کم خرچوں میں اپنی شادیاں کرتے ہیں اس سے بھی لوگوں میں کچھ نہ کچھ بیداری ضرور آئے گی۔

بڑا دکھ ہوتا ہے جب کسی کی بہن کسی کی بیٹی کا گھر محض اس لیے ٹوٹ جاتا ہے کہ اس کے والدین نے گھر بھر کر جہیز نہیں دیا ہوتا ہے اور لوگ اس کا طعنہ مارتے ہیں۔ اب وہ والد جس نے پھول کی طرح اپنی بچی کو پالا ہے اور اور اب یہ جہیز یا یوں کہیے دنیاوی سامان کے لالچی اس پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے نظر آتے ہیں، خود کو بھی اس جگہ رکھ کر سوچا کرو۔

کچھ لوگ دیکھا دیکھی جہیز مخالف باتیں کرتے ہیں یا کچھ لڑکے مگر دل اسی طرف لگے ہوتے ہیں افسوس نوجوانوں کی حالت پر جس کی سوچ اور فکر تو اتنی اعلی ہونی چاہیے تھی کہ وہ ایک پریوار کی نہیں بلکہ اپنی کمائی کے ذریعے کتنے غریبوں کی کفالت کے ذمہ دار ہوتے مگر وہ خود کاسہ گدائی لے کر دوسرے کے دروازے پر کھڑے دکھائی دیتے ہیں اپنی ضرورتوں کا سامان موبائل سے لے کر گاڑی تک کے لیے وہ دوسروں پر نر بھر دکھائی دیتے ہیں یہ مفلوج ملت نوجوان آخر کیا کر سکتے ہیں؟ جبکہ یہ اپنے لیے بھی دوسروں پر موقوف ہیں۔

آخر میں ان لوگوں سے بھی گزارش ہے کہ جن کو ٹھیک ٹھاک دیندار گھرانے اور لڑکے میسر آتے ہیں مگر دولت کا بھوت ان کو چڑھا ہوتا ہے لوگوں میں اپنی شان دکھانے کو خوب خرچ کرتے ہیں اور اپنی وسعت سے زیادہ خرچ کر دیتے ہیں اور پھر پریشان ہوتے ہیں۔

اللہ کی ذات پر بھروسہ کر کے اگر کوئی دیندار گھرانہ میسر آئے اور وہ جہیز کو منع کرے تو مان جاؤ اور معاشرے کو سدھارنے میں حصہ دار بنیں۔

یاد رکھو چین خرچوں میں نہیں ملتا بلکہ چین اللہ عزوجل کے دست قدرت میں ہے۔

اولاد کی تربیت ایک اہم ذمہ داری

از: علامہ مولانہ جناب جاوید رضا مرکزی صاحب قبلہ

مستقبل روشن ہونے کے لیے نسلوں کا اچھا ہونا ضروری ہے مذہب اسلام میں ہر چیز کی طرف رہنمائی فرمائی گئی ہے مذہب اسلام میں اولاد کے اوپر والدین کے حقوق ہیں تو والدین کے اوپر اولاد کے حقوق بھی ہیں۔

کسی قوم کا مستقبل کیا ہو گا اس کے لئے آپ اس قوم میں بچوں کی تعلیم و تربیت پر نظر کریں تعلیم و تربیت جس قدر اعلی ہو گی اس کا مستقبل بھی اتنا ہی روشن ہو گا۔

آج اس طریقے سے لوگوں میں دین سے دوری ہے کہ آپ ان کو کیسی بھی تقریر سناؤ کسی کے پاس لے جاؤ مگر حال وہی ہے جو پہلے تھا بلکہ دن بہ دن حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں جب کہ اللہ عزو جل نے ایک اہم ذمہ داری دی ہے کہ کوئی بھی ماں باپ اس سے چھوٹ نہیں سکتے ارشاد رب کائنات ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

یہاں سے ایک بات خوب واضح ہو جاتی ہے کہ اولاد کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ پہلے والدین اپنی اصلاح کریں آج ہر ماں باپ اپنے بچے کو ایک پڑھا لکھا، باادب اور نیک دیکھنا چاہتے ہیں تو کیا یہ ممکن ہے؟ کہ آپ خود نماز نہ پڑھیں اور آپ کی اولاد نمازی ہو جائے۔ آپ خود گھر کے اندر بچوں کی امی کو گندی اور فحش گالیاں دیں اور آپ امید کریں کہ آپ کی اولاد گالیاں دینے والی نہ ہو، آپ رات میں کثیر وقت موبائل پر لگے رہیں اور فلمیں ڈرامے دیکھیں اور آپ امید کریں کہ آپ کی اولاد رات کو پڑھا کرے، آپ خود جھوٹ بولیں اور آپ بچوں سے امید کریں کہ وہ سچ بولیں۔ بچوں کی امی خود بازاروں اور پارٹیوں میں بے پردہ گھومے اور آپ امید کریں کہ آپ کے گھر کی بچیاں پردے میں رہیں۔ آپ کس طرح امید کر سکتے ہیں؟ کہ آپ کی اولاد آپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے گی جب کہ آپ اپنے والدین کے ساتھ برابر تاؤ کریں۔ دیکھو اللہ نے ارشاد فرمایا، خود کی جانوں کو جہنم سے بچاؤ اور پھر اہل کا ذکر فرمایا۔ صاف ہے پہلے خود کی خواہشوں پر قابو پاؤ تب جا کر آپ کے اولاد آپ کی بات مانے گی۔

کسی نے ٹھیک کہا ہے بچے اپنے باپ کی تقلید کرتے ہیں آپ خود دیکھو آپ کیسے ہو؟

یہاں چند باتیں میں لکھتا ہوں جو ضروری ہیں کہ ہم اپنی اولاد کی تربیت کیسے کریں؟

(1) بچہ جب پیدا ہو تو اس کا اچھا نام رکھنا ماں باپ کے اوپر ہے۔

حدیث:

ان من حقوق الابن علی ابیه أن یحسن اسمه

إنكم تدعون يوم القيامة بأسمائكم وأسماء آبائكم فأحسنوا أسماءكم (ابو داؤد)

والد پر بچے کے حقوق سے یہ ہے کہ وہ اس کا اچھا نام رکھے اس لئے کہ قیامت کے دن نام سے پکارا جائے گا اور تمہارے آباء کے نام سے تو تم اچھے نام رکھو۔

مگر افسوس آج اس طرح کے نام رکھے جاتے ہیں۔جنکو سن کر عجیب محسوس ہوتا ہے۔

(2) بچہ بولنا شروع کرے تو کیا کریں:

ذرا آج کا ماحول دیکھو کوئی گانے سکھاتا ہے کوئی فحش گوئی تو کوئی کچھ اور گویا کہ ہمارے معاشرے میں اس طرف سنجیدگی نہیں ہم اپنے مذہب سے اس میں رہنمائی حاصل کریں تو معلوم ہو کہ اسلام اس میں کیا رہنمائی کرتا ہے؟۔

افتحوا علَى صِبيانِكم أوّلَ كَلِمَةٍ بِلا إلَهَ إلّا اللّهُ ولَقِّنوهُم عِندَ المَوتِ (البيهقي)

یعنی سب سے پہلا کلمہ لا الہ الا اللہ شروع کراؤ اب ہم میں کتنے لوگ اس پر عامل ہیں ؟

بہت اہم بات بچوں کو اخلاق رذیلہ اور بری عادتوں سے دور رکھنا ماں باپ کی ایک اہم ذمہ داری ہے کہ اگر بری عادتیں لگ رہی ہیں تو اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟ ماں باپ ہوں گے۔

یہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں میں اخلاق رذیلہ اور عادت قبیحہ سے نفرت پیدا کریں

(3) بچوں کو غلط غذا سے بچانا:

آج عام طور سے دیکھا جاتا ہے ہمارے بچوں کو اگر راستے سے کوئی چیز دستیاب ہو جائے اور وہ اپنے والدین کو دکھائیں تو والدین اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں ذرا غور تو کرو! شریعت مطہرہ کا حکم کیا ہے؟ اور آپ کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟۔

عام طور سے گاؤں دیہات میں دیکھا جاتا ہے کہ بچہ کسی کے کھیت سے چند بالیں لے آتا ہے مگر والدین بچوں کو بغیر روک ٹوک ایسا کرنے دیتے ہیں اب اس کا جواب دہ قیامت میں کون ہو گا؟ اور بچے میں جو اس ناجائز کھانے سے خون بنے گا اس کا اثر کیا پڑے گا؟

آیئے میں آپ کو نبی رحمت محسن انسانیت کا ایک فرمان بتاتا ہوں کہ جو کھانا جائز نہ ہو اس کو سختی سے روکنا کس کی ذمہ داری ہے؟

عن ابي هريرة رضي الله عنه قال:

أخذ الحسن بن علي تمرة من تمر الصدقة فجعلها في فيه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كخ كخ ارم بها ارم بها أما علمت أنا لا نأكل الصدقة (بخاری: 1491)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے فرمایا: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے کے ایک کھجور صدقے کی کھجوروں میں سے اپنے منہ میں ڈال لی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکو رکو اسے باہر پھینکو اسے باہر پھینکو، کیا آپ کو معلوم نہیں ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

اب آپ ذرا غور فرمایئے جو لوگ کہتے ہیں ایک یا دو بار سے کیا ہو گا۔ یہ ہم لوگوں کے لئے کتنی بڑی تعلیم ہے کہ ہم اپنے بچوں کے منہ میں ناجائز کھانے کا ایک لقمہ بھی نہ جانے دیں۔

آج بچے کوئی بھی لباس پہن لیں مگر ہم ان کو روکتے ہی نہیں ہیں اور تو اور ہم خود اپنے بچوں کو عریانیت والا لباس پہنتے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں جبکہ ہم کو تو یہ کرنا چاہیے جو ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه انه رأى ابنا له عليه قميص من حرير فشقه و قال إنما هذا للنساء (ابن أبي شيبة)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے لڑکے پر ایک ریشم کی قمیص دیکھی تو آپ نے اس کو پھاڑ دیا اور فرمایا یہ عورتوں کے لئے ہے۔

کیا آج ہم اپنے بچوں کی ایسی تربیت کر رہے ہیں؟

گھروں کو آلات لھو ولعب سے پاک رکھنا ضروری ہے کہ اگر وہ ہمارے گھروں میں رہیں گے تو بچوں پر اس کا برا اثر ہی پڑے گا۔

اپنے گھروں میں قرآن کی تلاوت کا اہتمام کرو جس گھر میں قرآن کی تلاوت ہو اس سے شیاطین بھاگ جاتے ہیں۔

لا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقابِرَ. إنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ البَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فيهِ سُورَةُ البَقَرَةِ (مسلم)

اپنے گھروں کو قبر گاہ نہ بناؤ بیشک جس گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

کیا ہم نے اپنے گھروں سے شیطان بھگانے کا اہتمام کیا ہے؟

(4) بچوں کو نمازی بنانے کا طریقہ:

ایک بات یہ بھی ہے کہ بچوں کو نمازی کس طرح بنایا جائے؟ تو اس میں ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دیکھیں اگر آج والدین اس پر عمل کریں تو بچے نمازی ہو جائیں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

مروا الصبي بالصلاة إذا بلغ سبع سنين و اذا بلغ عشر سنين فاضربوه عليها

(ابوداؤد 492)

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز کا حکم دو اور جب وہ دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر مارو۔

اب ذرا عاشقان مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنے سینوں پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کیا آپ نے اس فرمان عالیشان پر عمل کیا؟

(5) تعلیم دینا:

ہر طرح تعلیم دینا ضروری ہے۔ اولاد کو اگر مکان یا دیگر چیزیں نہ بھی دی جائیں تو بچوں کا مستقبل برباد نہیں ہو گا مگر انکی اچھی تعلیم کا انتظام نہ کیا جائے تو پوری زندگی تاریک ہو جاتی ہے۔

ہماری قوم کا جو حال ہے اس کے ذمہ دار والدین ہیں کہ اپنی ذمہ داری کو کما حقہ ادا نہیں کیا ہے اور آگے جو قوم میں جہالت، دین سے دوری بڑھ رہی ہے اس سب کے ذمہ دار والدین ہیں کہ اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت کی ذمہ

داری ان کی تھی جس سے وہ بھاگے اور بھاگ رہے ہیں۔ جب تک والدین اپنی ذمہ داری کو ادا نہیں کریں گے تب تک ایک اچھا معاشرہ بن ہی نہیں سکتا۔

آج بہت سارے لوگ تعویذ والوں کے پاس چکر لگاتے ہیں کہ بیٹا نافرمان ہو گیا، کہا نہیں مانتا، گالیاں دیتا ہے، ماں باپ کی نافرمانی کرتا ہے۔ اب آپ کچھ ایسا کر دیجئے کہ وہ فرمابردار ہو جائے مگر خوب جان لو جب آپ نے اس کی تربیت اسلامی طریقے سے نہیں کی ہے تو یہ پریشانی بھی آپ کو ہی اٹھانا پڑے گی۔

لوگوں! اگر قوم کا روشن مستقبل چاہتے ہو تو اپنی ذمہ داری ادا کرو اور اپنی اولادوں کی تربیت اس طرح کرو جس طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی فرمائی ہے۔

دین آسان ھے

 از: علامہ مولانہ جناب جاوید رضا مرکزی صاحب قبلہ

یہ بات شواہد سے ظاہر ہے کہ مذہب اسلام جس تیزی کے ساتھ پوری دنیا میں پھیلا اور لوگوں نے اس کو قبول کیا ہے کالے-گورے، غریب-امیر، پڑھے لکھے-غیر پڑھے لکھے، کاروباری، سائنسداں، مشقت کش گویا کہ اسلام کے ماننے والوں میں ہر قسم کے لوگ مل جائیں گے یہ دین ہر ایک کے لئے آسان ہے۔

آپ اگر غور کریں کہ اسلام کو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے آسان کر دیا ہے خود اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (سورۃ البقرۃ)

ترجمہ کنزالایمان- اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر

مگر افسوس صد افسوس آج بہت سارے لوگ آپ کو یہ کہتے ہوئے مل جائیں گے "کہ دین پر کون چل سکتا ہے؟" اور کچھ لوگ تو اس سے بھی شنیع زبان کو استعمال کرتے ہیں "کہ اگر دین پر چلیں تو روٹی نہ ملے" اللہ اکبر ذرا غور تو کر اے مسلمان! یہ زبان کیا ایمان والوں کی زبان ہو سکتی ہے! کیا کوئی اللہ کا خوف رکھنے والا اپنی زبان پر اس طرح کی بات لانا تو دور کیا سوچ بھی سکتا ہے؟

فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے۔

اول گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، اور زکوۃ ادا کرنا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

یہاں جن پانچ چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے جس میں کلمہ پڑھ کر انسان اسلام میں داخل ہو تا ہے۔ اور نماز ہر ایک پر فرض قرار دی گئی اور نماز بھی ہر وقت نہیں بلکہ پورے ایک دن میں صرف پانچ وقت ہے۔

دوسرا روزہ رکھنا ہے جو صرف سال میں ایک بار ایک ماہ کے فرض کئے اور اس میں بھی اللہ نے بیمار اور مسافر کو چھوٹ عطا فرمائی ہے۔

اب باری آئی زکوۃ کی تو وہ غریبوں پر فرض نہیں کی گئی بلکہ جو شریعت کے نزدیک مالدار ہو اس پر فرض قرار دی گئی وہ بھی سال میں ایک بار۔

اب باری آئی حج کرنے کی تو اس کو صرف ان لوگوں پر فرض قرار دیا گیا جو مالدار ہوں اور استطاعت رکھتے ہو وہ بھی زندگی میں ایک بار۔

پیارے پیارے اسلامی بھائی ذرا غور تو کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا ہے وہ ہماری طاقت سے بالاتر نہیں کہ عمل نہ کیا جاسکے اس مختصر وضاحت سے اتنا تو سمجھ میں آہی گیا کہ اللہ کے احکام اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ہماری طاقت کے قطعاً باہر نہیں۔

بہت ساری چیزیں ہم کرتے ہیں مگر ان کے بارے میں اپنے علماء سے رہنمائی حاصل نہیں کرتے ہیں

جیسے مرنے والے کے گھر والے آج جس طرح سے خرچ کرتے ہیں اور پریشان ہوتے ہیں اگر اس میں ہم اپنے علماء سے رہنمائی حاصل کر کے شریعت کے مطابق عمل کریں تو ہر طرح سے آپ کو سکون میسر آئے گا

آپ کر و تو ٹھیک میرے بھائیو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ پریشانی شریعت کے ماننے میں نہیں بلکہ اس بات میں ہیں جو آپ نہیں مان رہے ہیں۔

اسی طرح اگر دیکھا جائے تو شادی میں ہم نے جس طرح اپنے اوپر مصیبت مسلط کی ہے الامان والحفیظ!

کیا آپ نے کسی کتاب میں اس قدر اخراجات کے بارے میں پڑھا ہے ؟ نہیں

تو آپ پریشان شریعت کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ دین کی بات کو چھوڑ کر ہیں۔

بس خلاصہ یہ ہے کہ آپ اپنی زندگی جو گزار رہے ہیں اس میں غور کر لیں اور اپنے علماء سے دریافت کر لیں ان شاء اللہ آپ اس طرح کی باتیں نہیں کریں گے کہ دین پر کون چل سکتا ہے ؟

دین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اب قیامت تک کے لئے ہے، ہر علاقے کے لئے ہے، ہر قوم کے لئے ہے، ہر زبان والے کے لئے ہے، ہر چھوٹے بڑے مزدور، حاکم کے لیے ہے۔

آج جو ہم پر مصیبت آپڑی ہے وہ دین کو چھوڑ کر ہے نہ کہ دین پر چل کر۔

مسلمانوں میں بزدلی کیوں؟

از: عبد مصطفیٰ علامہ مولانہ جناب محمد صابر اسماعیلی قادری رضوی صاحب قبلہ

سوال ہے کہ مسلمانوں میں بزدلی کیوں ہے؟

اس کا جواب اگر مختصر الفاظ میں دیا جائے تو یہی ہے کہ "مسلمانوں کے اندر شوق شہادت اور راہ خدا میں قربان ہونے کا جذبہ باقی نہیں رہا اور موت کا خوف اس قدر ہو چکا ہے کہ زندگی بچانے اور زیادہ جینے کی تمنا لیے کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہیں" اور اگر اس کی تفصیل میں جائیں تو بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔

:ابو داؤد میں ایک روایت ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ السَّلَامِ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا، فَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزَعَنَّ اللَّهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ (رقم:4297)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قریب ہے کہ دیگر قومیں تم پر ایسے ہی ٹوٹ پڑیں جیسے کھانے والے پیالوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا گیا: کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ تعداد بہت ہو گی لیکن تم سیلاب کی جھاگ کے مانند ہو گے، اللہ تعالی تمھارے دشمن کے سینوں سے تمہارا خوف نکال دے گا، اور تمہارے دلوں میں "وہن" ڈال دے گا تو عرض کی گئی: یارسول "اللہ! "وہن" کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دنیا کی محبت اور موت کا ڈر ہے۔

آج ہماری تعداد تقریباً دنیا کی ایک چوتھائی ہے اور تقریباً 50 ممالک میں ہماری اکثریت ہے اور ملک ہند کو لے لیں تو تقریباً 25 کروڑ مسلمان اس ملک میں رہتے ہیں لیکن پھر بھی جو حالات ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔
تاریخ کے اوراق پر ان مسلمانوں کا بھی ذکر موجود ہے جو اگرچہ تعداد میں ہم سے بہت کم تھے اور وسائل کی کمی تھی لیکن بڑے بڑے ظالموں کے سامنے مقابلے کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے اور اللہ تعالی کی طرف سے فتح یاب ہوتے تھے لیکن آج ہماری تعداد صرف سننے دیکھنے کی ہے۔
بزدلی اس قدر ہمارے اندر سرایت کرچکی ہے کہ شعائر اسلام پر کھلے عام حملہ ہوتا دیکھ کر بھی ہم بس افسوس کر کے رہ جاتے ہیں۔ کسی نے کہا تھا کہ "جب کعبے میں شیطان گھس جائے گا تب جاگوگے ؟" آج بابری مسجد کا معاملہ ہمارے سامنے ہے، مسجد اقصی پر دشمنوں نے نظریں گاڑ رکھی ہیں، کشمیر اور فلسطین کے مسلمانوں کی تصویریں بھی نظروں سے گزرتی ہیں اور دنیا بھر میں ایسی کئی زمینیں ہیں جہاں مسلمانوں کا خون بہایا جاتا ہے، کئی علاقے ایسے ہیں جن کی فضاؤں میں مظلوموں کی فریاد گونجتی ہے لیکن ہماری کروڑوں کی تعداد صرف تماشائی ہے۔
مسلمانوں کی ایسی کوئی ریاست نہیں جو مظلوموں کا دفاع کرے، کوئی ایسی سلطنت نہیں جس کے سایے تلے ہمارے بچوں کا مستقبل پھل پھول سکے اور کوئی ایسی طاقت نظر نہیں آتی جو مسلمانوں کو ان کا وطن واپس کر سکے۔
ملک ہندستان میں مسلمان جہاد کا نام لینے سے پہلے سوچتے ہیں۔ یہاں ہونے والے اجلاس وغیرہ میں تقریباً تمام موضوعات پر تقاریر ہوتی ہیں لیکن جہاد کی ضرورت وفضیلت پر "جہاد کانفرنس" شاید ہی کہیں دیکھنے کو مل جائے۔ اس کے علاوہ سیکڑوں کی تعداد میں ماہنامے، رسائل اور کتابیں چھپتی ہیں لیکن سب ذکر جہاد سے تقریباً خالی ہیں۔ جمعہ میں ہونے والی تقاریر، محافل میلاد میں ہونے والا بیان اور مختلف مقامات پر ہونے والے خطاب میں ذکر مجاہدین کے علاوہ ہر قسم کا ذکر ملتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ نئی نسل کو بھی وراثت میں بزدلی مل رہی ہے۔

بزدلی پیدا ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ جہاد پر کھل کر بات نہیں ہوتی اور ایسا تاثر دیا جاتا ہے کہ اب جہاد کی ضرورت نہیں رہی۔ مجاہدین اسلام کی سیرت بیان نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے نئی نسل بھی اسی بیماری کا شکار ہو جاتی ہیں۔ نوجوانوں سے پوچھ لیا جائے کہ محمد بن قاسم کون تھے ؟ تو چہرے پر علم نہ ہونے کا واضح ثبوت دکھنے

لگتا ہے، اگر سوال کریں کہ سلطان صلاح الدین ایوبی کون تھے؟ اور ان کے کارنامے بتائیں تو ایسا لگتا ہے کہ کسی ناممکن بات کا مطالبہ کر لیا ہو اور پھر غازی ارطغرل، غازی عثمان، سلطان الپ ارسلان، سلطان محمد فاتح، سلطان عبد الحمید، شہاب الدین محمد غوری، اورنگ زیب عالمگیر اور جملہ مجاہدین اسلام کے بارے میں پوچھا جائے تو ایسا لگتا ہے کہ کسی دوسری دنیا کے لوگوں کی بات ہو رہی ہے۔ جب ہمیں اپنی تاریخ، اپنے مجاہدین اور ان کے کارنامے، ان کی شجاعت اور افکار کا علم ہی نہیں تو ظاہر ہے کہ ہم ویسے ہی بنیں گے جیسا بنانے کی کوشش دشمنوں کی طرف سے جاری ہے۔

دشمنوں نے کیا اچھا منصوبہ بنایا ہے کہ مسلمانوں کو غلام بنانے سے پہلے ذہنی غلامی کے کنویں میں دھکیلنا چاہیے اور وہ جانتے ہیں کہ بغیر اس کے مسلمانوں کو ان کے گھٹنوں پر لانا ممکن نہیں۔

آج مسلمان خود اس کنویں کی طرف جا رہے ہیں اور وہ اس طرح کے ہمارے کپڑے، ہماری زبان، ہمارا کھانا، کھانے کا طریقہ اور ہمارے افکار سب ان کے اشاروں پر چلنے والے غلاموں کی طرح ہیں۔ وہ چاہیں تو فیشن کے نام پر ہمیں جو چاہیں پہنا سکتے ہیں، آزادی کے نام پر جو چاہے کروا سکتے ہیں، انسانیت کے نام پر ظالم اور ظلم کا ساتھ دینے والا بنا سکتے ہیں اور اگر چاہیں تو ہم سے اپنے ہی دین و شریعت کے مقابلے میں کھڑا کر سکتے ہیں۔

دنیا میں جو بھی ہو رہا ہے اس کے پیچھے صدیوں کی سازشیں ہیں لیکن مسلمانوں کے ذہن کو اس قدر غلام بنا لیا گیا ہے کہ وہ اسے دیکھنے سے قاصر ہیں۔ ہم جس بزدلی کی بات کر رہے ہیں اسے مسلمان بزدلی نہیں بلکہ حکمت، مصلحت، دور اندیشی، انسانیت اور امن وغیرہ کا نام دیتے ہیں اور یہی ذہنی غلامی ہے جسے ہم نے بیان کیا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ بزدلی بھی ہے لیکن شعور نہیں رہا اور اسے اچھا بھی سمجھا جاتا ہے۔

مسلم ممالک کو دیکھ کر مسلم ممالک کہتے ہوئے شرم آتی ہے کیوں کہ بزدلی اور ساتھ میں ذہنی غلامی کے آثار صاف نظر آتے ہیں۔ اسلامی حکومت کے تحت فلمیں بنائی جا رہی ہیں لیکن کوئی پابندی نہیں ہے، یہ بھی ایک بزدلی ہے جسے حقوق اور آزادی کا نام دیا جاتا ہے۔ سنیما گھروں کی کثرت، بے پردگی کی اجازت اور جوا، شراب، زنا وغیرہ کا عام طور پر نظر آنا، یہ سب بھی بزدلی کی ایک قسم ہے۔ اسلامی حکمرانوں کے اندر طاقت نہیں کہ ان

چیزوں پر پابندی عائد کر سکے۔نام تو اسلامی ریاست ہے لیکن مسلمانوں پر ظلم ہوتا دیکھ یہ ریاستیں بھی بزدلی دکھانا شروع کر دیتی ہیں۔

اگر ہم یہ کہیں کہ چھوٹوں سے لے کر بڑوں تک سب بزدلی کی لپیٹ میں ہیں تو کوئی غلط بات نہیں کیوں کہ جن مسلمانوں کے پاس ہتھیار، اقتدار اور طاقت نہیں وہ تو ظاہر ہیں لیکن جن کے پاس یہ سب ہیں وہ بھی ذہنی طور پر غلام ہونے کی وجہ سے بزدل ہیں۔سب کو موت کا ڈر ہے حالانکہ مر جانے اور مار دینے دونوں میں مسلمانوں کا فائدہ ہے۔یہ بات سمجھ میں آجائے تو بزدلی دور ہو سکتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تلوار پر لکھا ہوا تھا:

فِی الْجُبنِ عَارٌ ، فِی الْاِقْبَال مَکْرُمَۃٌ

وَالْمَرْءُ بِالْجُبنِ لاَ یَنْجُوْ مِنَ الْقَدرِ

بزدلی باعثِ شرم ہے، عزت آگے بڑھنے اور دشمن پر حملہ کرنے میں ہے۔

بندہ بزدلی کر کے تقدیر سے کبھی نہیں بچ سکتا۔

(موت ڈرپوک کو بھی آدبوچتی ہے، اور بہادر بھی چلا جاتا ہے؛ کیا ہی اچھا ہو کہ بہادروں کی طرح جان قربان کی جائے)

(مدارج النبوۃ، ج2، ص116)

علامہ لقمان شاہد حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ ابھی اپنے بیٹے کو مدارج النبوت سے یہ شعر پڑھایا ہے۔

یہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار مبارک پر لکھا ہوا تھا۔

اُسے تلقین کی ہے کہ بیٹا! کبھی ڈرپوک نہیں بننا۔

عزت، بہادری میں ہے، بزدلی میں نہیں؛ مسلمان جرات مند ہوتا ہے، بزدل نہیں!!

اللہ پاک ہمیں اور ہماری نسلوں کو جرات عطا فرمائے، ہم اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔

(آمین)

مسلمان ہوکر علم سے دوری؟

از: عبد مصطفیٰ علامہ مولانہ جناب محمد صابر اسماعیلی قادری رضوی صاحب قبلہ

جس طرح دوسری باتوں میں دین اسلام کو ایک منفرد مقام حاصل ہے اسی طرح علم حاصل کرنے کے باب میں بھی اسلام کا نام سب سے پہلے آتا ہے۔ اسلام کی آمد سے پہلے علم حاصل کرنے پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ دنیا میں اسلام کا سورج چمکنے سے پہلے علم کے محل میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ علم حاصل کرنے کو ایک خاص طبقے کا کام سمجھا جاتا تھا۔ مختلف مذاہب کے علماہی علم حاصل کرنے کے پابند تھے اور جہالت بھری پابندیاں ان پر عائد کر دی جاتی تھیں۔

ایک مثال:

ہندوؤں کو دیکھیں تو ان میں شودر کو وید پڑھنے کی اجازت نہیں تھی اور اگر کوئی شودر وید پڑھتا پکڑا جاتا تو اسے سزا دی جاتی تھی جیسا کہ ابوریحان البیرونی نے تحقیق ماللھند میں لکھا ہے۔ عرب میں جب اسلام آیا تو صرف سترہ اٹھارہ لوگ لکھنا جانتے تھے جن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ ان باتوں کو بیان کرنے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ علم کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں تھی اور بہت کم لوگ ایسے تھے جو راہ علم کے مسافر تھے۔

اسلام میں مساوات:

اسلام نے چھوٹے بڑے، کالے گورے اور قبائلی شرافت کے جھگڑے کو اس طرح ختم کیا کہ کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہ دی بلکہ سب کو آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کا یاد دلایا۔ اگر فضیلت دی تو علم اور تقوے کی بنیاد پر۔ اب اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک غلام کعبے کی چھت پر چڑھ کر اذان دینے لگا جسے کفار مکہ اپنی مجلسوں میں بیٹھانا باعث شرم سمجھتے تھے۔ ایک غلام جس کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا اسے زیادہ علم ہونے کی وجہ سے اس کا مالک اسے اپنے آگے امام بنانے لگا اور خود اس کا مقتدی بن گیا۔ دنیا نے یہ منظر دیکھا کہ جو غلام تھے وہ بادشاہوں کے امام بن گئے اور کسی کو مال یا نسب کی وجہ سے فضیلت نہ دی گئی۔

مسلمان ہو کر علم سے دوری:

مسلمان ہو کر کوئی علم سے دور ہو تو اس کا یہی مطلب ہے کہ اس نے اسلام کو جانا ہی نہیں کیوں کہ یہ وہ دین ہے جس نے علم کی وجہ سے ایک جوان کو بوڑھے پر فضیلت دی ہے۔ اہل علم کو عالم اسلام کا مرکز بنایا ہے۔ اللہ تعالی نے علم کی ترغیب پر کئی آیتیں نازل فرمائی ہیں اور جہل کی مذمت صریح الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

یہ اسلام کی آمد کی برکت تھی کہ دنیا نے علم کی اہمیت کو جانا اور آج وہ علم کا پرچم اٹھانے والے مشہور ہو گئے۔ اس سے پہلے وہ خود گمراہی کے گڑھے میں تھے۔ اسلام کی گود میں پلنے والے علما نے دنیا کو وہ علوم سکھائے جو وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ مسلمانوں کی علم سے دوری ہی انھیں یہ بھی جاننے سے روکتی ہے کہ ان سے پہلے والوں نے دنیا کو کیا کیا کارنامے کر کے دکھائے ہیں۔ آج اگرچہ داڑھی ٹوپی دیکھ کر ہمیں کم علم والا سمجھا جاتا ہے لیکن ایک وقت میں یہ قوم علم سے پہچانی جاتی تھی۔

دینی اور دنیاوی علم:

علم کو عام لفظوں میں دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک دینی علم اور دوسرا دنیاوی علم۔ دونوں ہی ضروری ہیں۔ اسے یوں کہنا بہتر ہو گا کہ دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم بھی ضروری ہیں۔ کچھ لوگ اسے اس طرح کہتے ہیں کہ دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم بھی ضروری ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔ ان میں فرق یہ ہے کہ پہلے دینی علوم ضروری ہیں پھر اس کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم ضروری ہیں۔ دنیاوی علوم کو مقدم رکھنے سے یہ تاثر جاتا ہے کہ دینی علوم بعد میں ہیں۔ اگر دینی علوم ہوں اور دنیاوی علوم سب کے پاس نہ ہو تو بھی کام چل سکتا ہے لیکن اگر دینی علوم کی کمی ہو تو کام نہیں بنے گا۔

کفایت:

دینی علوم سب کے پاس ہونا ضروری ہے کیوں کہ یہی آپ کو طاقت دیتا ہے جس سے آپ دنیاوی علوم کو سنبھال سکتے ہیں ورنہ دنیاوی علوم آپ کو تباہی کی طرف بھی لے جا سکتے ہیں۔ جب سب کے پاس دینی علوم ہوں تو پھر دنیاوی علوم کے لیے ہر شخص کو تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں بلکہ بعض کا مہارت حاصل کر لینا سب کو کفایت کرے گا۔ مثلاً غزوات النبی کا علم ہونا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے لیکن لڑنے کے لیے ہتھیار کی ضرورت

ہو گی اور موجودہ دور میں تکنیکی ترقی عروج پر ہے لہذا اب صنعت میں مہارت کی بھی ضرورت ہے ورنہ مقابلے میں ہتھیار کہاں سے آسکتے ہیں اور اس کے لیے ایک جماعت کو انجنیئر بنانا ہو گا اور وہ سب کو کفایت کرے گا۔ ایک شخص ڈاکٹر بن جائے تو پورے محلے کو کافی ہو سکتا ہے اور ہر شخص کو اپنے علاج کے لیے ڈاکٹر بننے کی ضرورت نہیں لیکن دینی علوم ہر شخص پر حاصل کرنا فرض ہے تاکہ اپنے عقائد اور عبادات کو درست کر سکے۔

مسلمانوں کو علم کی طرف لایا جائے:

مسلمانوں کو علم کی طرف لے جانے کے لیے انھیں ایک جھنڈے تلے لانا ضروری ہے۔ اگر ہر شخص اپنی اپنی مرضی کے مطابق جو چاہے گا وہ کرے گا تو طاقت کئی حصوں میں بٹ جائے گی۔ ہونا یہ چاہیے کہ کسی علاقے کے طلبا کو باقاعدہ ایک سسٹم کے حساب سے راہ علم کا مسافر بنایا جائے۔ اگر دو تین لوگ انجینئر بن رہے ہیں تو سب کو اسی لائن میں لے جا کر کھڑا کر دینا پیسوں کی بربادی کے ساتھ ساتھ وقت کو ضائع کرنا ہے اور اپنی نسلوں کے مستقبل کے ساتھ کھیلنا ہے۔ کچھ لوگ ڈاکٹر بنیں، کچھ انجینئر بنیں، کچھ مکان تعمیر کرنے کے مختلف علوم پر مہارت حاصل کریں، کچھ انگریزی سیکھیں، کچھ تکنیکی کاموں میں ماہر بنیں پھر ایک سسٹم کے تحت اپنے ہی علاقے میں ایک دوسرے کے معاون بنیں۔ اس سے مسلمانوں کو علم کے قریب بھی لایا جا سکتا ہے اور علوم کو ایک جگہ جمع کر کے اس سے فائدہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔

ہمارے علوم کی کھیتی:

ہم اگر میدان علم میں منظم ہو کر سلیقے سے کام شروع کر دیں تو ہمارے حاصل کیے ہوئے علوم کی کھیتی سے ہماری نسلیں سیراب ہوں گی اور انھیں کسی غیر کی جوتیاں سیدھی کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد انگریزی، کمپیوٹر اور مختلف علوم کو سیکھنے کے لیے کافروں کی محتاج ہے تو کیا ہی اچھا ہو تا کہ یہ سب ہمارے پاس ہو تا۔ جن مسلمانوں کے بچے کافروں کے اسکول یا کالج میں نہ پڑھ کر مسلمانوں کے اسکول میں پڑھتے ہیں وہ بھی کم از کم کافروں کے سسٹم کے غلام ہیں کیوں کہ اگرچہ اسکول مسلمانوں کا ہے لیکن اس میں نصاب تعلیم وہی ہے جو کفار کا ہے پھر اس میں اور اس میں بہت زیادہ فرق باقی نہیں رہا۔

علما آگے آئیں:

علما کی بات عوام سنتی ہے۔ علما کو چاہیے آگے آئیں۔ دینی مدارس کے ساتھ اسکول چلائیں اور ہر سہولت فراہم کریں جو اسکول میں ہوتی ہے۔ فیس تھوڑی کم رکھیں لیکن سہولت زیادہ دیں۔ بغیر چندے کے بھی کام ہو سکتا ہے بس سسٹم ضروری ہے۔ اس کے علاوہ کالج اور یونیورسٹیاں بھی ضروری ہیں جہاں عصری علوم پر دسترس حاصل ہو سکے۔ یہ سب ممکن ہے بس محنت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالی اس کی توفیق عطا فرمائے۔

مسلم شاھزادی اور کالج

از: مصلح قوم وملت جناب فردین احمد خان رضوی صاحب قبلہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تو مغرب کی کوئی لیلیٰ نہیں مشرق کی ہے دختر

امّیدوں کا ایک جہان دل میں سمیٹ کر ایک باپ اپنی ننھی سی کلی کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے سکول یا کالج میں بھیجتا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ اس کی یہ شاہزادی اس کا نام روشن کرے گی، اس کے خوابوں کی حسین تعبیر بنے گی - مگر ہزار افسوس کا مقام ہے کہ آج کل واقعہ اس کے بر خلاف ہوتا ہے، وہ خوابوں کی تعبیر نہیں بلکہ زندگی بھر کی عار اور بدنامی بن جاتی ہے- جس شاہزادی کو اس کی ماں ایک شاہزادے کی کہانیاں سنا کر سُلاتی تھیں وہی آج اس قدر بے باک ہو گئ کہ از خود ہی وقت گزارنے کا ایک ذریعہ تلاش کرنے نکل پڑی، ماں باپ کی خواہش تو یہ تھی کہ ہماری یہ نازک سی کلی کسی سفید پوش شاہزادے کے ساتھ رہے گی، مگر یہ دیکھ کر آنکھیں ماتم کرتی ہیں کہ اس شاہزادی کا دل تو ایک چوڑے چمار سے زیادہ ذلیل شخص پر آیا ہوا ہے- اپنے خاندان کی عزت کا جنازہ سر پر اٹھائے اب یہ شاہزادی کالج کی در و دیوار کے اندر اپنے نام نہاد ساتھی بوئے فرینڈ (Boyfriend) کے ساتھ گھوم رہی ہے- جس سے امید تو یہ تھی کہ وہ ہمیشہ اپنے شوہر کی خدمت اور اس سے محبت کے وعدے کرے گی، وہ آج کسی غیر کے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھا رہی ہے- حلق میں پانی اور قلم کی روشنائی سوکھنے لگتی یہ سوچ کر کہ ان ماں باپ پر کیا بیتتی ہوگی یہ جان کر کہ جس کا نام سن کر وہ فخر سے سر اونچا کر لیتے تھے اسی نے آج ان کا نام مٹی میں ملا کر خاندان کی عزت کو زمیں دوز کر دیا ہے-

اسی پر بس نہیں ہے بلکہ اگر کسی شریف لڑکی کو پردہ، حیا اور ان تعلقات کی مذمت کرتے ہوئے پایا تو اسے بیکورڈ (Backward) اور ان پڑھ گنوار (Illiterate Villager) کہہ کر جھڑک دیا- اور **نعوذ باللہ من ذلك** جب اسی شاہزادی کے دل میں شیطان جنسی خیالات کی آمد و رفت کو تیز کرتا ہے تو یہی لڑکی جو اپنے ساتھ صرف اپنی نہیں بلکہ ایک خاندان ایک قوم کی عزت لے کر چلتی تھی وہی یک شب باشی (One Night Stand) جیسی غلیظ ترین حرکت تک کو انجام دے دیتی ہے-

یہ سب کچھ تو پھر بھی پیار کے نام پر کیا جا رہا ہے اور کرنے والے کم از کم اسے کسی حد تک غلط جانتے ہیں مگر اللہ کی پناہ ایک خطرہ ایسا بھی ہے جو بہت عام ہے اور اسے لوگ برا بھی نہیں سمجھتے، اس وبا کا نام (Best Friend) یعنی سب سے اچھا دوست ہے اور اس کا مطلب آج کے وقت میں یہ ہو گیا ہے کہ کسی اجنبی مرد کے ساتھ جو چاہو کرو، اسے چھوؤ، اس کا ہاتھ پکڑو اس کی پیٹھ تھپتھپاؤ، رات رات بھر اس سے باتیں کرو، اسے گھر پر بلاؤ، ماں باپ کے سامنے گفتگو کے گنیچے چڑکاؤ، اس کے ساتھ فلمیں دیکھنے جاؤ، اس سے ہم رکابی یہاں تک کہ ایک ہی بستر میں سو جاؤ، مگر جب کوئی خدا کا خوف رکھنے والا کہے کہ یہ کیا فحاشی ہے، یہ کیسی عیاشی ہے تو اسے بڑے تپاک سے جواب دو کہ "ہم صرف دوست ہیں" (We're just friends)

ارے اللہ کی بندی! کیا اس فقرے نے تمہیں دنیا بھر کے گناہ کرنے کا لائسنس (License) دے دیا؟ کیا اللہ کے حضور یہ جواب دینے کی ہمت ہے؟

یہ وہی شیطانی فقرہ ہے جس نے کئی لڑکیوں کی عزتیں برباد کر دیں- وہ بھولی بھالی شاہزادی تو یہ سمجھ رہی تھی کہ یہ شخص صرف دوستی چاہتا ہے مگر اس ظالم کی بری نظر تو اس کی عصمت پر تھی اور جب اس نے اپنا مقصد پورا کر لیا تو وہ یہ کہہ کر نکل گیا کہ (We're just friends) مگر اس شاہزادی کی ساری پاکدامنی ختم ہو گئی-

اور دل پر پتھر رکھ کر عرض کرنا پڑ رہا ہے کہ اتنی عیاشی اور سرکشی کے بعد بھی جب نفس کی خواہشات پوری ہوتی نظر نہیں آتیں، تو پھر یہی شاہزادی گناہوں کے سب سے غلیظ راستوں کو اختیار کرتی ہے- ماں باپ سے جھوٹ بول کر اجنبی لڑکوں کے ساتھ ملاقاتوں (Dates) پر جاتی ہے اور مکمل طور سے اپنے آپ کو غیر کی تحویل میں دے کر صرف ایک کھلونا بن کر رہ جاتی ہے- اور جب یہی قسمیں وعدے کھانے والا شخص اس کا استعمال کر کے چلا جاتا ہے تو بدحواسی کے عالم میں یہی شاہزادی موت کو ہی اپنے درد کا مداوا سمجھ کر خودکشی کر لیتی ہے- یہ کوئی کہانیاں یا افسانوں میں سے منتخب باتیں نہیں ہیں، یہ وہ حقیقت ہے جس سے اخبار کے اوراق اور چشم دیدوں کی آنکھیں سیاہ ہیں- اجنبی مردوں کے ساتھ موٹر-سائیکل پر گھومنا، بہترین ریسٹورنٹس میں جا کر شمع موم بتی میں کھانا تناول کرنا جسے (Candle Light Dinner) کہا جاتا ہے، ان کے ساتھ ہوم سٹے (Home Stay) کرنا، یہ سب کچھ آج عام ہوتا جا رہا ہے- مگر یاد رکھنا کہ یہ تمام فعل لکھے جا رہے ہیں اور جتنا بھی چاہو گناہ کر لو مگر یہ کبھی مت سوچنا کہ اس کی سزا نہیں ملے گی، بیشک ملے گی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی-

اور جہاں ان تمام باتوں کی ذمہ دار ایسی شاہزادیاں ہیں وہیں ان کے ماں باپ بھی بالکل بری الذمۃ نہیں ہیں- کیوں انہوں نے اپنی بیٹی کو پردے کے احکام نہیں سکھائے؟ کیوں اسے اجنبی مردوں سے بات کرنے سے نہیں روکا؟ اگر پہلے ہی سے اپنی پھول سی بچی کو فلمیں ڈرامے دکھانے کے بجائے سیدہ فاطمہ رضي الله عنها کی سیرت پڑھائی ہوتی تو آج اس طرح ان کی لختِ جگر دردِ سر نہ بنتی- جن لوگوں کی بیٹیاں کالجز میں پڑھ رہی ہیں وہ بھی اسے نوٹ کریں اور بر وقت صحیح اقدامات لیں ورنہ نتائج اچھے نہیں ہوں گے، اللہ ہماری حفاظت کرے- اور اسی کے ساتھ شاہزادیوں تم بھی سنو!

اے ملت اسلامیہ کی معماروں! آج یہ بھائی تم سے التجا کر رہا ہے، خدا کے واسطے یہ ظلم نہ کرو، اپنی عزتیں اپنے ہاتھوں نیلام نہ کرو! یہ دنیا تو ختم ہو جائے گی یہ لذتیں تو ختم ہو جائیں گی، یہ جوانی یہ حسن سب فنا ہو جائے گا، مگر گناہ سے اگر توبہ نہ کی تو یہ گناہ تمہارے ساتھ قیامت تک رہیں گے اور جب رب العالمین تم سے سوال پوچھے گا، تو کیا جواب دو گی؟ کیا عذر پیش کرو گی؟ آج بھی وقت ہے! توبہ کا دروازہ تو بند نہیں ہوا ہے، آؤ اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ، وہ بڑا رحیم ہے بڑا کریم ہے! اس نے بڑے بڑے گناہگاروں کو بخش دیا، تم سچے دل سے توبہ کرو وہ تمہیں بھی بخش دے گا- بس تمہیں اتنا کرنا ہے کہ مصلی بچھا کر نماز ادا کرو اور پھر گڑگڑا گڑگڑا کر پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر رب کے حضور سچی توبہ کر لو، اپنی زندگیاں برباد ہونے سے بچا لو! اپنی عصمتیں محفوظ کر لو!

اللہ ہم سب کی ماؤں بہنوں اور بالخصوص ہماری سکول کالجز میں پڑھنے والی بہنوں کی عزتوں کی حفاظت فرمائے اور ہم سب کو نیک راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے-

آمین یارب العالمین بجاه النبي الأمين عليه افضل الصلاة و أجمل التسليم

انٹرنیٹ کا غلط استعمال

از: مصلح قوم وملت جناب فردین احمد خان رضوی صاحب قبلہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دن لَہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے

شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

جدید ذرائع ابلاغ کے فروغ سے تمام عالم کو نئی نئی ٹیکنالوجی بآسانی دستیاب ہوئی- اس کے ذریعے سے ہم دور دراز کے علاقوں میں بیٹھے لوگوں سے بھی آسانی سے بات کر سکتے ہیں- اور اسی کے اگلے درجے کا نام انٹرنیٹ ہے، جہاں طرح طرح کی خبریں، مضامین، ویڈیو، آوڈیو، تصاویر، وغیرہ چیزیں موجود ہیں- اس کے استعمال سے ہم گھر بیٹھے دنیا میں کہیں بھی کسی بھی ہونی والی بات کی معلومات چند لمحوں میں حاصل کر سکتے ہیں- اور اس کے بہت سارے فائدے ہیں جیسے کہ پیغامات کا پہنچنا آسان اور سستا ہو گیا، تبلیغ وغیرہ کے کاموں میں بے پناہ ترقی ہوئی ہے یہ سب انٹرنیٹ کی بدولت ممکن ہوا ہے- مگر یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ جہاں کسی چیز کے فائدے ہیں وہیں نقصان بھی ہیں اور انٹرنیٹ کے نقصانات کی فہرست بہت طویل ہے- یہاں ہم صرف عوام کے فہم کے مطابق اور اپنے مسلمان بھائیوں کی اصلاح کی خاطر چند وہ باتیں ذکر کرتے ہیں جس سے انٹرنیٹ کے غلط استعمال کی تصویر اچھی طرح اجالے میں آجائے-

انٹرنیٹ کے غلط استعمال کے ضمن میں یہ چیزیں سرِ فہرست ہیں:

۱) پہچان کی چوری، ۲) دھوکے بازی ۳) عریانیت ۴) غیر قانونی کاروبار ۵) جالی اشیا کی فروخت ۶) صرف جنسی لذت حاصل کرنے کے لئے اجنبی عورتوں مردوں سے گفتگو ۷) بد نگاہی ۸) موسیقی ۹) ہیکنگ ۱۰) ذاتی معلومات کی چوری

یقیناً اس سے بھی کہیں زیادہ نقصانات اہل نظر کو معلوم ہوں گے مگر میں اتنے پر ہی اکتفا کر رہا ہوں، اب تھوڑی تھوڑی ان سب کی وضاحت ملاحظہ ہو:

۱) پہچان کی چوری (Identity Theft)

ہر انسان کی اپنی الگ پہچان ہے اور کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ دوسرے کی پہچان کو چوری کرے اور اس کے ذریعے سے اسے پھنسانے کی کوشش کرے- عام طور پر ہم سب اپنی تصویریں، اپنے بارے میں حساس معلومات انٹرنیٹ کے ذریعے سوشل میڈیا سائٹس پر ڈالتے رہتے ہیں، مگر کچھ لوگ اس بات کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ان باتوں کو چوری کر لیتے ہیں اور ہمارا نام استعمال کرکے غیر قانونی کاموں کو انجام دیتے ہیں اور اس کا الزام ہم پر آتا ہے کیونکہ اس نے جانکاری ہماری استعمال کی ہوتی ہے- اس لئے ہر شخص کو اپنی پرائیویسی (Privacy) کا خیال رکھنا چاہیے اور حساس معلومات انٹرنیٹ پر ڈالنے سے بچنا چاہیے-

۲) دھوکے بازی (Fraud)

یہ بھی آج کی اس پر فتن دنیا میں عام ہوتا جا رہا ہے- کبھی ہمارے پاس ایک ای میل (Email) یا میسج آتا ہے کہ آپ کا اکاؤنٹ ہیک ہو گیا ہے ابھی یہاں کلک کریں، ہم چونکہ ان فریب کاریوں سے ناواقف ہوتے ہیں اس لئے وہاں جا کر اپنی بینک کی معلومات دے دیتے ہیں اور ہمارا سارا پیسا

چوری ہو جاتا ہے- اسی طرح جالی ویبسائٹ بنا کر لوگو کو ٹھگا جاتا ہے اور ان کا مال چرایا جاتا ہے- ہمیں چاہیے کہ ایسے فریبی میسجس سے ہوشیار رہیں اور اپنے آپ کو ان کا شکار نہ بننے دیں-

۳) عریانیت (Pornography)

قلم و زبان کی شرافت تو ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتی کہ ایسے غلیظ موضوع پر کچھ بھی کہا جائے، مگر ایک نسل کی تباہی کا خوف دامن گیر ہے- انٹرنیٹ کے غلط استعمال میں یہ سب سے زیادہ خطرناک ہے- اس میں بندہ دوسرے لوگوں کو جنسی حرکات اور زنا کرتے ہوئے دیکھتا ہے اور اس سے لذت حاصل کرتا ہے- افسوس کی بات ہے کہ آج مسلم نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد اس فعلِ بد میں مبتلا ہے- زنا جیسی گندی اور گھناؤنی حرکت کو دیکھ کر اپنی فکر سلیم کو تباہ کرلیتا ہے اور جلد ہی اس کا عادی ہو جاتا ہے- اس کی سب سے بڑی تباہ کاری یہ ہے کہ پھر بندہ معاشرے سے الگ ہو کر چڑچڑا اور بدمزاج ہو جاتا ہے اور آگے چل کر جب اس کی شادی ہوتی ہے تو اسے کوئی لذت نہیں ملتی کیوں کہ اپنا قیمتی سرمایہ تو پہلے ہی گوا چکا، اب اس کی زندگی بدترین ہو جاتی ہے اور اکثر ایسے لوگ اولاد ہونے سے بھی معذور ہو جاتے ہیں- اللہ ہماری نئ نسل کو اس سے محفوظ رکھے- آمین

۴) غیر قانونی کاروبار (Illegal Businesses)

انٹرنیٹ پر بات چیت آسانی کے ساتھ ہو جاتی ہے اسی لئے اس پر خرید و فروخت (Business) بھی شروع ہوئے اور انہیں کافی ترقی ملی- یہاں تک کہ دنیا کا سب سے مال دار آدمی جیف بیزوز (Jeff Bezoz) کا کاروبار بھی پوری طرح انٹرنیٹ پر پھیلا ہوا ہے- اور اس کی کمپنی ایمزون (Amazon) دنیا کی سب سے مال دار کمپنی ہے- مگر جہاں اس کا اچھا استعمال ہو رہا ہے وہیں کئ

لوگ اس کے ذریعے سے ناجائز ہتھیاروں، چرس، گانجا، افیون، کچی شراب، نشہ آور دوائیوں کو بھی جم کر فروخت کر رہے ہیں اور انسانوں تک کی تسکری ہو رہی ہے- ہمیں چاہیے کہ ایسے کاروبار سے بچیں اور صرف حلال رزق کمانے میں ہی لگے رہیں-

۵) جالی اشیا کی فروخت (Counterfeiting)

یہ وہ کام ہے جس کے ذریعے اصل چیزوں کی ایک نقلی مثال تیار کی جاتی ہے اور اسے اصلی کے دام میں بیچا جاتا ہے- مثلاً ایک موبائل کسی کمپنی نے لانچ کیا، پھر کسی دوسری کمپنی نے اسی کی مثال تیار کر لی اور بازار میں اصل کی قیمت پر فروخت شروع کر دی- انٹرنیٹ کے ذریعے اس کاروبار نے بھی بہت عروج حاصل کیا ہوا ہے- چونکہ انٹرنیٹ پر اس کاروبار کو پکڑ پانا مشکل ہے اسی لئے اس سے جڑے لوگ بہت بیباکی سے اپنے کام کو چلا رہے ہیں- ایک سمجھ دار شخص ہونے کی نشانی یہ ہے کہ ہم اصلی اور نقلی میں فرق سمجھیں اور اپنے آپ کو اس ٹھگی سے بچائیں-

٦) صرف جنسی لذت حاصل کرنے کے لئے اجنبی عورتوں مردوں سے گفتگو (Sex Talk)

انٹرنیٹ کے بدترین غلط استعمالات میں سے ایک یہ بھی ہے جس میں مرد و عورت آپس میں مل کر انٹرنیٹ کے ذریعے ایک دوسرے سے فحش اور گندی باتیں کرتے ہیں، وہ بھی صرف چند لمحوں کی لذت کے لئے- اس کام کے لئے کاروبار کرنے والے غریب ملکوں سے عورتیں لے کر آتے ہیں انہیں کام دلانے کے نام پر اور یہاں اسے اس گندے کام میں دھکیل دیتے ہیں- اسلام نے اجنبی عورتوں سے بات کرنے سے منع کیا ہے، لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ اس فعلِ بد سے محفوظ رہے اور جو اس میں مبتلا ہیں وہ فوراً توبہ کریں-

۷) بد نگاہی (Unlawful Gaze)

خونِ جگر کو سیاہی بنا کر عرض کر ہرا ہوں کہ آج کے دور میں جہاں عریانیت اور فحاشی عام ہیں وہیں پر ٹک ٹاک (Tik Tok) جیسی موبائل ایپلیکیشن کے آنے سے بد نگاہی کا ایک نیا محاذ کھل گیا ہے۔ اس پر کچھ فحش عورتیں اور مرد موسیقی کی تال پر رقص کرتے ہیں اور یہ اتنا گندا ہے کہ لوگوں نے اب عریانیت والی ویڈیو دیکھنا چھوڑ دی ہیں کیونکہ نفس کو ابھارنے والا سارا مواد تو اس جیسی ایپلیکیشن پر بھی موجود ہے۔ آج بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ۷۰٪ مسلمان اس میں مبتلا ہیں اور اس کے ذریعے سے سستی شہرت کمانا چاہتے ہیں۔ اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے، انہیں بالکل بھی شعور نہیں کہ یہ کس طرح کے زنا میں مبتلا ہیں۔

۸) موسیقی (Music)

انٹرنیٹ کے وجود میں آنے کے بعد سب سے پہلی چیز جو اس پر تیزی کے ساتھ عام ہوئی وہ ہے موسیقی۔ ہر سال موسیقی کی انڈسٹری 1100 لاکھ روپے کماتی ہے اور پوری دنیا میں اس کے گرویدہ لوگ موجود ہیں۔ اسی انٹرنیٹ کے زور پکڑنے سے ہزاروں لوگوں کی زندگی میں موسیقی نے جگہ بنائی اور آج وہ اس کے عادی (Addict) بن چکے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق موسیقی سے انسان کے دماغ میں ایسے اثرات مرتب ہوتے ہیں جس سے وہ سنّ ہو جاتا ہے اور اس میں نئی چیزوں کو سمجھنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ اس کو یوں دیکھیں کہ گانا سننے والے شخص کے دماغ میں مسلسل وہی چلتا رہتا ہے جس سے نئی چیزوں پر دھیان دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ فقہائے اسلام نے یہ تصریح کر دی ہے کہ موسیقی اسلام میں حرام ہے (كما في در المختار وغيره) اور خود صوفیا کرام نے بھی اس سے منع فرمایا ہے (انظر فوائد الفواد للشيخ نظام الدين الدهلوي عليه الرحمة) اور یہ بات بھی مشاہدے سے ثابت ہے کہ موسیقی بنانے والے لوگ بہت محنت سے ایسا مواد تیار کرتے ہیں کہ

انسان اس میں پھنس جائے اور اسے ایک طرح سے نشہ ملے، لیکن ایک سمجھدار مسلمان کو چاہیے کہ ان تمام خرافات سے دور رہے اور اپنے دین کی حفاظت کرے-

۹) ہیکنگ (Hacking)

ہیکنگ ایک ایسا طریقہ ہے جس سے کی کوئی شخص بغیر اجازت کے کسی بھی ادارے کی ویبسائٹ میں داخل ہو سکتا ہے اور وہاں سے نازک معلومات کو چرا یا بدل یا تباہ کر سکتا ہے- انٹرنیٹ کے برے استعمال میں سے ایک یہ بھی ہے جس سے لوگوں کو اور خاص کر اداروں کو بہت نقصان ہوتا ہے- مثلاً کسی نے آپ کی آئی ڈی کو ہیک کر لیا، اب وہ آپ کے نام سے جو چاہے انٹرنیٹ پر ڈالے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور نام آپ کا بدنام ہوگا- اسی طرح اداروں کی ویبسائٹ ہیک کرکے لوگ وہاں سے ان کی بینک کی جانکاری وغیرہ حاصل کرتے ہیں اور ان کے پیسے چرا لیتے ہیں- اس سے بھی بچنے کی ضرورت ہے، اور اس کی سب سے اچھی تدبیر یہ ہے کہ ہم اپنی آئی ڈی پر مضبوط اور پیچیدہ پاس-ورڈ لگائیں اور حساس معلومات انٹرنیٹ پر نہ ڈالیں-

۱۰) ذاتی معلومات کی چوری (Privacy Theft)

یعنی کسی شخص کی ذاتی باتیں جو صرف اس سے متعلق ہیں مثلاً اس کے گھر کی مستورات کی تصاویر یا شوہر و بیوی کی باہم تصاویر، ویڈیو وغیرہ ان کی چوری کرنا- یہ بہت ہی سنگین جرم ہے جس کی بنا پر لوگوں کی زندگیاں تک تباہ ہو چکی ہیں- ہر انسان اپنی عزتِ نفس سے محبت کرتا ہے لہٰذا وہ یہ کبھی نہیں چاہے گا کہ اس کی گھر کی باتیں لوگوں میں پھیلا دی جائیں، اسی لئے دنیا میں ذاتیات کو لیکر بہت قوانین بنائے گئے ہیں جنہیں (Privacy Laws) کہتے ہیں- اور وہیں ہمارا مذہب بھی اس چیز سے ہمیں منع کرتا ہے، کہ اسلام میں جب دوسرے کے گھر میں بے اجازت جھانکنے کی اجازت

نہیں تو کسی کی معلومات میں جھانکنے اور انہیں چرانے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے- لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس فعل سے بھی بچیں اور ایسے لوگوں سے ہوشیار رہیں-

اسی پر اپنی گفتگو ختم کرنا چاہوں گا- اللہ ہم سب کی اصلاح فرمائے-

آمین یارب العالمین بجاہ النبي الأمین علیه افضل الصلاۃ و أکرم التسلیم

زنا کی نحوست

از: جناب محمد حسان رضا رضا اعینی صاحب قبلہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام وہ مذہب مہذب ہے جو انسان کو جینے کا صحیح طریقہ فراہم کرتا ہے جو ایک اچھے اور نیک معاشرے کی تشکیل کی تعلیم دیتا ہے کیونکہ صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جو انسان اور جانور میں تمیز کو واضح کرتا ہے دنیا کے باطل نظام انسان کو جانور سے بھی بدتر بنادینا چاہتے ہیں کیونکہ ان کے پاس تہذیب نہیں ان کے نظام کا یہ حال ہے کہ ماں، بیٹے اور باپ، بیٹی میں تمیز ختم ہو چکا ہے بدکاری کا وہ حال ہے کہ جانور بھی دیکھ کر ماتم کریں۔ وہ لوگ انسانی حدود کو پار کر کے جانوروں کی حدود کو بھی پامال کر چکے ہیں لیکن ان باطل نظاموں کا رونا رونے سے کیا ہو گا جب کہ ہمارے آنگن میں ہی بدکاری کے جراثیم پنپ رہے ہوں۔

ہمارے پاس نظام حیات بھی ہے پھر بھی بدتر سے بدتر حالات ہیں اگر مغربی تہذیب کے پروردہ لوگ جانور سے بدتر ہو چکے ہیں تو ہم بھی کچھ کم نہیں ہیں، ہماری آنکھوں سے بھی ہماری ماں بہن بیٹیاں محفوظ نہیں ہیں، ہم بھی سرراہ اپنی مسلم خواتین کو شہوانی نگاہوں سے گھورتے نظر آتے ہیں اگر ہم کو ان مسلم بیٹیوں کا خیال ہوتا جو فلسطین، برما، عراق، کشمیر وغیرہ میں زیادتیوں کا شکار ہوتی ہیں جن کو آئے دن کوئی موذی کتا اپنا شکار بنالیتا ہے تو کبھی بھی ہم اپنی آنکھوں کو بدکاری کی طرف مائل نہیں کرتے یہ تو میں نے صرف آنکھوں کا ذکر کیا آنکھوں کے ساتھ منہ، ہاتھ، پیر، کان سب زنا کرتے ہیں لیکن آنکھیں ان سب کا سرچشمہ ہے اگر ہم آنکھوں کی حفاظت کر لیں تو کافی حد تک زنا سے بچ سکتے ہیں۔

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا (سورة الإسراء)

اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ۔

یہاں پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے بدکاری یعنی زنا کے قریب جانے سے منع کیا اس کا مطلب صاف ہے کہ صرف زنا سے بچنا ہی ضروری نہیں بلکہ جو زنا کے اسباب و ذرائع ہیں ان سے بچنا بھی انتہائی ضروری ہے۔

زنا قتل سے بھی بدتر گناہ:

احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زنا قتل سے بھی بدتر گناہ ہے کیونکہ قتل میں ایک جرم ہے اور زانی یعنی زنا کرنے والا ایک وقت میں تین جرم کرتا ہے گناہ کبیرہ، بے حیائی پھیلانا، نسل انسانی کو خراب کرنا نیز قتل صرف ہاتھ سے ہوتا ہے زنا پورے جسم سے اس لئے قتل کی سزا قتل، دیت یا والی وارث کی طرف سے معافی ہے لیکن زنا کی سزا سارے جسم کو سنگسار کرنا (پتھر مارنا) ہے اس کی معافی کوئی نہیں دے سکتا۔

زنا کے تعلق سے احادیث پاک:

کوئی شخص یہ بھی سوچ سکتا ہے کہ زنا صرف عورت، آدمی کے ناجائز تعلقات قائم کرنے کا نام ہے تو اس کی عقل کی اصلاح کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پاک کافی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَزِنَا العَيْنِ النَّظَرُ ، وَزِنَا اللِّسَانِ المَنْطِقُ ، وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي ، وَالفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ (البخاري : 6243)

آنکھ کا زنا نظر بد ہے۔ زبان کا زنا گفتگو ہے۔ دل تمنا اور خواہش کرتا ہے۔ شرم گاہ اس خواہش کو سچا جھوٹا کرتی ہے یعنی شہوت سے غیر عورتوں کو دیکھنا زنا ہے اور جنبی عورتوں کے حسن و جمال کی تعریف زبان کا زینہ ہے اسے شوق سے سننا کان کا زنا ہے غرض کہ زانی اپنے ہر اعضاء سے زنا کرتا ہے اس لئے اسکی سزا سنگسار کرنا ہے یعنی زانی کے اوپر پتھر برسانا ہے۔

امام ابن جوزی اپنی کتاب "ذم الهوی" میں لکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من ذنب بعد الشرك أعظم عند الله من نطفة وضعها رجل في رحم لا يحل له

کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ اللہ عزوجل کے نزدیک یہ ہے کہ آدمی اپنا نطفہ ایسے رحم میں رکھے جو اس کے لئے حلال نہیں ہے۔

مجمع الزوائد میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إن الزناة يأتون تشتعل وجوههم نارا

زانی اس حال میں لائے جائیں گے کہ ان کے چہرے آگ سے بھڑک رہے ہوں گے۔

مسند بزار میں ہے:

ان فروج الزناۃ لتؤذی اھل النار بنتن ریحھا

زانیوں کی شرمگاہوں کی بدبُو اہل نار کو اذیت (تکلیف) دے گی۔

امام غزالی نے فرمایا زنا میں 6 مصیبتیں ہیں۔

۱۔ دنیا میں رزق کم ہو جاتا ہے

۲۔ زندگی مختصر ہو جاتی ہے

۳۔ اور چہرہ مسخ ہو جاتا ہے

۴۔ آخرت میں خدا کی ناراضگی

۵۔ سخت پرسش

۶۔ جہنم میں داخل ہوتا ہے

(مکاشفۃ القلوب)

زنا کی نحوست اور تباہ کاریاں جان لینے کے بعد بھی اگر کوئی انسان اس فعل بد سے اپنے آپ کو نہیں بچاتا تو وہ اپنی عقل کا دشمن ہے وہ اپنی آخرت برباد کر ہی رہا ہے ساتھ ساتھ جسمانی نقصانات کتنے ہیں؟ اس کی فہرست بہت طویل ہے بس اتنا سمجھ لیجئے کہ زانی انسان کی زندگی میں کوئی حسن باقی نہیں رہتا ہے۔

زنا سے کیسے بچیں؟:

چونکہ اسلام نظام حیات ہے تو زنا سے بچنے کا طریقہ بھی اسلام سے پوچھتے ہیں۔

زنا سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے زنا کے اسباب کو ترک کر دیا جائے جو چیز ہمیں زنا کی طرف مائل کرتی ہے ان چیزوں کو اپنی زندگی سے دور کر دیا جائے جیسے اجنبی عورت سے ملنا ملانا، اس کے ساتھ تنہائی میں رہنا، اور بری صحبت اختیار کرنا، انٹرنیٹ اور موبائل کے ذریعے زنا کے مناظر دیکھنا، فحاشی سے بھرے لٹریچر پڑھنا وغیرہ یہ سب زنا کے اسباب ہیں اگر آپ اسباب سے دور نہیں ہوتے ہیں تو آپ ہرگز زنا سے دور نہیں ہو سکتے۔

زنا سے بچنے کا دوسرا طریقہ نکاح ہے ضروری ہے کہ ہمارے لیے جہاں تک ممکن ہو جلد سے جلد نکاح کریں۔
قرآن پاک میں جہاں کامیاب لوگوں کی نشانیاں بتائی گئی ہیں ان نشانیوں میں ایک نشانی یہ بھی بتائی گئی کہ وہ لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں تو ضروری ہے کہ ہم اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم نیک اور صالح انسان بن کر زندگی گزاریں اگر خواہشات پر قابو نہیں ہو رہا ہو تو نکاح کریں اور ایسا ممکن نہ ہو تو روزہ رکھیں کیونکہ روزہ نفسانی خواہشات کو مارنے میں کافی کارگر ثابت ہوتا ہے۔
اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں زنا کی نحوست سے بچائے رکھے اور ہمیں حیا کا پیکر بنا دے۔

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

مسلمان نوجوان اور شراب نوشی

از: علامہ مولانہ جناب نہال علی قادری صاحب قبلہ

پیش لفظ:

اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ جہالت غالب ہو جائے گی اور علم کم ہو جائے گا زناکاری بڑھ جائے گی شراب کثرت سے پی جانے لگے گی۔ آج صادق ومصدوق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سچی ہوتی دکھ رہی ہے۔ ہمارے معاشرے میں طرح طرح کی برائیاں رونما ہو چکی ہیں جن کو انجام دینے میں کوئی برائی نہیں سمجھتا انہیں برائیوں میں سے ایک برائی شراب نوشی کی ہے جس میں مسلمان نوجوان سمیت بوڑھوں کی ایک بڑی جماعت ملوث ہے اور شراب کی طرح دوسرے کئی مشروبات بھی جن کو بڑے شوق وکثرت کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے لہذا ہم نے چند صفحات پر مشتمل اک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا جس کے ذریعے لوگوں کو شراب کی شرعی حکم وسزا اور اس کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے اس سے بچنے کی ترغیب دلائی جائے اللہ ہماری کوشش کو قبول کرے اور ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلام اور شراب:

شراب اسلام سے پہلے عرب میں پانی کی طرح استعمال کی جاتی تھی یہاں تک کہ بچوں کو گھٹی میں پلائی جاتی تھی باقاعدہ شراب کی دعوت کی جاتی تھی شراب کی مجلسیں منعقد ہوتی تھیں اس لئے اس کا ایک دم چھڑا دینا ناممکن تھا اسی وجہ سے اس کی حرمت کے احکام رفتہ رفتہ آئے سب سے پہلے مکہ شریف میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ. الخ

مسلمان پھر بھی عام طور پر شراب نوشی کرتے رہے پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو کچھ صحابہ کرام نے اس کے نقصانات کو مد نظر رکھتے ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ

اس آیت میں شراب کے نقصانات سے آگاہ کیا گیا کچھ لوگوں نے اس آیت کے نزول کے بعد شراب کو ترک کر دیا لیکن کچھ لوگ پھر بھی پیتے رہے اس لیے اس آیت میں حرام قرار نہیں دیا گیا تھا صرف نقصانات سے آگاہ کیا

گیا تھا پھر کچھ ایام کے بعد حالت نماز میں شراب کو ممنوع قرار دے دیا گیا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "**لا تقربوا الصلاۃ وانتم سکاری**" ابھی بھی شراب کی طلب لوگوں میں باقی تھی گاہے بگاہے لوگ استعمال کیا کرتے تھے ایک مرتبہ شراب کی وجہ سے کچھ لوگوں میں لڑائی بھڑائی ہوئی مقدمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو اس وقت حضرت فاروق اعظم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ شراب کے متعلق پورا بیان نازل فرما تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "**انما الخمر والمیسر** سے **فھل انتم منتھون** تک اور شراب کو قطعی طور پر قیامت تک کے لیے حرام قرار دے دیا گیا۔

مدینہ کی گلیوں میں شراب:

روایت میں آتا ہے جب شراب کو حرام کیا گیا اور مدینے میں اعلان کرایا گیا تو لوگ فوری طور پر اپنے اپنے گھروں سے شراب کے مٹکے نکال نکال کر پھینکنے لگے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں اس دن ہمارے گھر میں مسلمانوں کی دعوت تھی جس کا دور چل رہا تھا ہمارے گھر میں بہت سے مٹکے شراب کے رکھے ہوئے تھے اچانک منادی کی آواز کان میں آئی میرے والد نے کہا سن کر تو آؤ میں نے واپس آکر بتایا سنتے ہی اہل مجلس کی ایسی حالت ہوئی کہ جس کے ہاتھ میں جام تھا اس نے وہی پٹک دیا جو مٹکے سے شراب انڈیل رہا تھا اس نے وہیں پیالہ توڑ دیا جس کے منہ میں تھی اس نے کلی کر دی جو منہ تک پیالا لے گیا تھا اس نے وہاں سے ہی واپس کر لیا۔ حضرت انس فرماتے ہیں سارے مٹکے میں نے ڈنڈے سے پھوڑ دیئے اس دن مدینے کی گلیوں میں شراب بارش کے پانی کی طرح بہہ رہی تھی سوکھ جانے کے بعد بھی کئی ماہ تک زمین سے شراب کی بو آتی رہی اس اطاعت کی مثال دنیا میں نہیں۔ اس کے بعد پھر شراب پینا بالکل بند ہو گیا۔

مصطفی تیری صولت پہ لاکھوں سلام

سبق:

ہمیں اس سے سبق لینا چاہیئے وہ کیسے مسلمان تھے جو نشے کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا نہیں بھولے اعلان سنتے ہی ہاتھوں سے جام جدا کر دیا آج ہم ہیں کہ بے نشا ہو کر بھی بے ہوش نظر آرہے ہیں اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ مسلمانوں ہوش میں آؤ! للہ ہوش میں آؤ! اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت شعاری میں لگ جاؤ۔

شراب کے تعلق سے احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم:

اسلام میں ہر شخص کے لیے پانچ بنیادی ضروریات کی حفاظت کو لازمی قرار دیا۔ دین، مال، جان، عزت اور عقل شراب ایسی چیز ہے جس سے انسان کی عقل زائل ہو جاتی اور پھر اُسکی وجہ سے اُسکے دین، جان، مال، عزت سب خطرے میں آجاتے ہیں۔ اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنھوں نے کبھی اپنی جان کے پیاسوں پر لعنت نہیں فرمائی لیکن جن بد بختوں پر لعنت فرمائی ہے اُن میں شرابی بھی شامل ہے۔

ایک حدیث میں ہے ابو داؤد میں حضرت امیر معاویہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ شراب نوشی کریں تو اُنھیں کوڑے مارو۔ پھر کریں پھر مارو۔ پھر کریں پھر مارو۔ اور چوتھی بار کریں تو اُنکو قتل کر دو۔

اور ایک حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ تین شخص جنت میں نہیں جائیں گے۔ شرابی اور اپنے رشتے داروں سے بدسلوکی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔ اور جو شرابی بے توبہ کیے مر جائے اللہ تعالیٰ اُسے وہ خون وپیپ پلائے گا جو دوزخ میں فاحشہ عورت کی بری جگہ سے اس قدر بہے گا کہ ایک نہر ہو جائے گی۔ دوزخیوں کو اُنکی فرج کی بدبو عذاب پر عذاب ہو گی۔ وہ سخت بدبو دار گندی پیپ جو بدکار عورتوں کی فرج سے بہے گی اس شرابی کو پینی پڑے گی۔

اللہ تعالیٰ کی پناہ اتنا سخت عذاب! اے شراب کے پینے والوں، اے اپنی جوانی، جان ومال، عزت برباد کرنے والو اللہ سے ڈرو اور ناپاک شراب کے پینے سے باز آجاؤ۔

شراب اور مسلمان:

جس خدا اور رسول، عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم نے شراب نوشی کو قطعی طور پر حرام قرار دیا جس کو پیشاب کی طرح نجس وناپاک بتایا اور شیطان کا عمل قرار دیا آج اسی اللہ اور رسول پر ایمان لانے والے مسلمان، اسلام کے ماننے والے مسلمان سب سے زیادہ شراب نوشی اور دوسرے نشا آور چیزوں میں ملوث ہیں اور شراب پی کر معاشرے میں لڑائی جھگڑے کرتے ہیں اور فساد مچاتے ہیں قتل وغارت گری کا ماحول گرم کرتے ہیں۔ کبھی کبھار کفر کی حد کو تجاوز کر جاتے ہیں۔ خود بھی ذلیل ورسوا ہوتے ہیں اور دین کی بدنامی کا سبب بھی بنتے ہیں۔

ہاتھ بے زور ہیں، الحاد سے دل خو گر ہیں
امتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں

شراب کے نقصانات:

شراب اور دوسری نشے والی چیزیں انسان کی عقل ختم کر دیتی ہیں جس کی وجہ سے معاشرے میں خرابی پیدا ہوتی ہے اور انسان بھی طرح طرح کے نقصانات سے دوچار ہوتا ہے جس کی خبریں اخبارات کے ذریعے آتی رہتی ہیں۔

ایکسیڈینٹ:

دور حاضر میں روڈوں پر جو حادثات پیش آتے ہیں اور جتنی اموات ہوتی ہیں زیادہ تر شراب کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

فساد و قتل:

گاہے گاہے خبریں موصول ہوتی ہیں فلاں جگہ فساد برپا ہو گیا فلاں جگہ لڑائی ہو گئی فلاں نے فلاں کو قتل کر دیا بیٹے نے باپ کو ذلیل کیا ماں کی بے حرمتی کی۔ سب کے پیچھے اکثر وجہ شراب ہی ہوتی ہے۔

عصمت دری:

یہ خبریں آتی ہیں لوگ شراب پی کر زناکاری میں ملوث ہو جاتے ہیں نیک سیرت بچیوں کی آبروریزی کرتے ہیں یہاں تک کہ کچھ ناہنجار اپنی محرموں سے بدسلوکی کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں کچھ بھی احساس شرم نہیں کرتے۔ العیاذ باللہ!

طلاق:

دارالافتاء میں اکثر مسائل طلاق کے آتے ہیں۔ جس میں اکثر محض شراب پی کر طلاق دی ہوتی ہے پہلے شراب کی مستی میں بیوی کو طلاق دیتے ہیں جب بیوی نکاح سے باہر ہو جاتی ہے پھر اظہار افسوس کرتے ہیں

اسی طرح بہت نقصانات ہیں جسکی وجہ سے شریعت نے حرام قرار دیا لہٰذا ہر مسلمان پر اس سے بچنا لازمی ہے اور جو اسمیں ملوث نہیں اُن پر بھی حسب طاقت لوگوں کو اس سے روکنا ضروری ہے۔

چند مسائل:

مسئلہ:

فتوی یہ ہے کہ ہر شے والی پتلی چیز یعنی انگوری شراب اور تاڑی وغیرہ مطلق حرام ہیں ان کا ایک قطرہ بھی پینا جائز نہیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

بھنگ چرس شراب سب حرام ہیں مگر شراب سب میں بدتر ہے۔

نیز فرماتے ہیں خمر کی حرمت قطعیہ بلکہ ضروریات دین سے ہے اس کے ایک قطرے کی حرمت کا منکر کافر ہے ہاں بھنگ وغیرہ کسی چیز سے نشے کی حرمت کا منکر گمراہ و مخالف اجماع ہے۔

اور لکھتے ہیں ایک جگہ شراب کسی قسم کی ہو مطلقاً حرام بھی ہے اور پیشاب کی طرح نجس بھی۔ برینڈی ہو خواہ اسپرٹ خواہ کوئی بلا۔ جس دوا میں اُسکا جز ہو خواہ کسی طرح اس کی آمیزش ہو اس کا کھانا پینا بھی حرام اس کا لگانا بھی حرام اس کا بیچنا بھی حرام طبیب کہ اُسکا استعمال بلائے مبتلائے گناہ و آثام یہی ائمہ کرام کا مذہب صحیح و معتمد ہے۔

شرابی کا ٹھکانہ:

حضرت مولانا صدر الشریعہ رحمتہ اللہ علیہ بہار شریعت میں نقل فرماتے ہیں:

غیّ جہنم میں ایک وادی ہے جس کی گرمی اور گہرائی سب سے زیادہ ہے اس میں ایک کویں کا نام ہب ہب ہے۔ جب جہنم کی آگ بجھنے پر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کویں کو کھول دیتا ہے جس سے بہ دستور آگ بھڑکنے لگتی ہے اللہ تبارک و تعالی کا ارشاد:

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا

جب کبھی بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے

یہ کنواں بے نمازیوں اور زانیوں اور شرابیوں اور سود خوروں اور ماں باپ کو ایذا دینے والوں کے لئے ہے۔ العیاذ والحفیظ! غور فرمایئے کہ شراب پینا کتنا سخت گناہ ہے؟ اور کتنا سخت انجام ہے؟ اللہ تبارک و تعالی ہم سب کو محفوظ رکھے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔